www.KitaboSunnat.com

تحریکی رجحان

جماعت اسلامی کی بنیادی کمزوریاں

مولانا عبدالمعید مدنی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD INDIA •

مکتبۃ الفہیم

تحریکی رجحان

جماعت اسلامی کی بنیادی کمزوریاں

مولانا عبدالمعید مدنی

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD INDIA •

FOR FREE AUTHENTIC ISLAMIC SMS
Write SMS:
ON QLRF-HYD
Send To:
09870807070

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
WWW.faheembooks.com

www.qlrf.net

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : تحریکی رجحان

تالیف : مولانا عبدالمعید مدنی

طابع وناشر : مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

سال اشاعت : ستمبر ۲۰۱۱ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار ایک سو

صفحات : 64

قیمت : 35/00

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
WWW.faheembooks.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

۱-مقدمہ	۵
۲-رجحان کا مسئلہ	۹
۳-بغاوت	۱۵
۴-سیاست	۳۱
۵-حکومت	۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

تحریکی رجحان قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب دراصل ایک سوال کا جواب ہے، ہوایوں کہ گلبرگہ کرناٹک کے ایک سوال و جواب سیشن میں ایک صاحب نے سوال کیا جماعت اہل حدیث اور جماعت اسلامی کے درمیان فرق سے متعلق۔ اس وقت برجستہ جماعت اسلامی کے بنیادی رجحان کے متعلق جو بن پڑا بتایا گیا بعدہ اسی جواب کو مفصل کر دیا گیا جو ایک کتاب کی شکل اختیار کر گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ جماعت اسلامی کو سمجھنے اور اس کی بنیادی کمزوری کو جاننے کے لیے یہی تحریر کافی ہے اور اس تحریر کو دلائل وشواہد سے مزین کر کے ایک مفصل کتاب بنایا جا سکتا ہے اور اس کی ضرورت ہے۔ لوگ بڑی حجم کی کتابیں پڑھنے سے بھاگتے ہیں اس لیے مختصر تحریر کو عوام کے لیے پسند کیا گیا ہے تا کہ انھیں حقیقت معلوم ہو سکے۔

دینی حس جب کمزور پڑ جاتا ہے تو لوگ کرانیکل ایشوز میں گھر جاتے ہیں ان کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اصول معتقدات اور غیبیات کی اہمیت لوگوں کی نگاہ میں گھٹ جاتی ہے۔ ان کے سامنے اگر کوئی دین کے حوالے سے ایسی باتیں کرے جو ماحول کے حسب حال ہو اور ان کی دل چسپی کا سامان بن جائے تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور ایسی بات کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کا ساتھی جائیں گے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان ماحول میں ڈھل کر ایک ذوق ڈیولپ کر لیتا ہے۔ ہندوستان میں نغمہ اور موسیقی کا زور ہے اس سے لوگوں کے اندر نغمہ سننے کا ایک ذوق بن گیا۔ اس کے نتیجے میں لوگ ان تقریروں کو ترجیح دیتے ہیں جو ذوق سماع کا کام دیں چاہے گانوں کی شکل میں چاہے قصوں کی شکل میں، انھیں ایسی صورت میں حقائق سے زیادہ سروکار نہیں رہتا۔

صحیح دین کو سمجھنے کے لیے صحیح دینی فہم اور دینی ذوق کی ضرورت ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر مسئلہ تو یہ ہے کہ دین اطاعت شعاری کا نام ہے۔ دین کے افہام وتفہیم میں اطاعت شعاری ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو سمجھنے اور سمجھانے کا جو طریقہ بتایا ہے ہمیں اس کے مطابق دین کو سمجھنا اور سمجھانا چاہئے اور وہ طریقہ ہے ''ما انا علیه و اصحابی'' کا۔ شیعہ کا، معتزلہ کا، تقلید کا، تصوف کا طریقہ نہیں نہ خوارج کا طریقہ۔ جو علماء اور جماعتیں ''ما انا علیه و اصحابی'' کا طریقہ اپنائیں گی۔ دین کے افہام وتفہیم میں طریق نبوی کو اپنائیں گی ہدایت یاب اور مطیع ہوں گی۔ اور جو اس طریقے کے سوا دیگر طریقے اپنائیں گی۔ دین کے افہام وتفہیم میں اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے باغی قرار پائیں گی۔

جماعت اسلامی یا تحریکیت کی بنیادی غلطی یہی ہے کہ اس نے انبیائی منہج کو چھوڑ کر دنیا دارانہ رویہ اپنایا اور عبودیت الہ کی دعوت دینے کے بجائے حکومتِ الہ کی دعوت دینے لگے۔ حکومت الہ تو ہر طرف قائم ہے اللہ تعالیٰ رب ہے اسے فرعون بھی تسلیم کرتا تھا۔ حکومتِ الہ کے قیام کی دعوت دی گئی اور اسے اصل دین قرار دیا گیا، اس کے نتیجے میں فکری وعملی خارجیت کا وہ سلسلہ شروع ہوا کہ مسلمان سارے عالم میں لہولہان ہو گئے لاکھوں موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ مسلم معاشرے میں بغاوت کی ایسی لہر چلی کہ تھمنے کا نام نہیں لیتی۔ مسلم سماج کی ہر شے جاہلی بن گئی۔ علماء بے وزن قرار پائے، حدیث کم وقعت ٹھہری، قرآن کریم کی من مانی تشریح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ گندی سیاست کو بھی حکومت تک پہنچنے کے لیے اپنالیا گیا، سر پھرا پن ذہن و دماغ پر حاوی ہوگیا۔ اور اسلام کا نعرہ شوخی اور مسلم سماج کے خلاف موامرت کے لیے استعمال کیا۔

ایک طرف ٹھیٹھ اسلامی حکومت کے قیام کی بات تھی ایسا نہ ہوسکا کیوں کہ بغیر زمین دیوار اور فرش کے چھت نہیں ڈال سکتے صبر نہ ہوسکا تو علمانی سیاست کے ذریعہ تخت حکومت تک پہنچنے کا فیصلہ ہوگیا۔ ملک کی موجودہ علمانی سیاست میں داخلہ ایک دینی ذہن کے لیے موت ہے۔ نالی صاف کرنے سے عطر کی خوشبو نہیں مل سکتی بدبو ہی آئے گی، لیکن اب یہ انہونی کرنے چلے ہیں حکومت کے خواہش مند اسلامی لوگ۔

اتاولا پن دیکھئے ایک انتہا سے دوسری انتہا بیچ میں کوئی وقفہ نہیں ہے یہی ہے زمانے کی اسلامی خارجیت اور خارجیت ہر شکل میں ہر مقدار میں ہر جگہ مہلک ہے۔

دعوت وتبلیغ، تعلیم وتعلم، رفاہی کاموں اور افراد سازی اور ملت سازی کے بہت سے اہم کام ہیں جن کو انجام دینا اشد ضرورت ہے۔ افلاس اور جہالت کے جبڑوں میں امت اسلامیہ ہند پڑ چکی ہے اسے ان کے جبڑوں سے نکالنا اہم کام ہے، ملت کی ساری اکائیاں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں ان کو جوڑنے اور بٹورنے کی ضرورت ہے اور باشعور اور منتظم کار لوگوں کو چاہئے کہ ان کی مساعی کا ارتکاز ان امور پر کریں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا لمبے اور اونچے خواب دیکھے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کے حال پر رحم فرمائے۔

مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن کے ذمہ داروں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انھوں نے اس کتاب کی طباعت کا بیڑا اٹھایا اور عوام کے ہاتھوں میں اُسے پہونچنے کے لیے اسباب فراہم کیا۔ جن لوگوں نے اس کام میں ہاتھ بٹایا اللہ تعالیٰ ان سب کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ آمین

عبدالمعید

۲۲/۶/۲۰۰۹ء

علی گڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجحان کا مسئلہ

مسلمانوں کے اندر وہ لوگ جو اہل سنت گردانے جاتے ہیں یا جن کو اہل سنت کہا جاتا ہے یا جو خود کو اہلسنت کہلوانا پسند کرتے ہیں عمومی طور پر ان کے اندر تین رجحانات پائے جاتے ہیں:

(۱) سلفی رجحان۔ (۲) تحریکی رجحان۔ (۳) صوفی رجحان۔

برصغیر میں ان تینوں رجحانات کی نمائندہ جماعتیں موجود ہیں، جماعت اہلِ حدیث سلفی رجحان کی نمائندہ ہے، جماعتِ اسلامی اور تمام تجدد پسند تحریکی وعصرانی رجحان کی نمائندہ ہیں، اور دیوبندی و بریلوی جماعتیں صوفی رجحان کی نمائندہ ہیں۔

ہر رجحان کے اپنے افکار و معتقدات اور اصول وضوابط ہیں اور اس کے مطابق اُن کی چلت پھرت اور نشاطات وتحرکات ہیں۔

غم ناک صورت حال

اس وقت جس طرح اعداء اسلام اور خود سیکولر یا بگڑے ہوئے مسلمان عام مسلمانوں اور اسلام کے خلاف محاذ آرائی کئے ہوئے ہیں یا کم از کم جس طرح اسلام اور مسلمانوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کی جا رہی ہے یہ قابل افسوس اور انتہائی خوف ناک صورتِ حال ہے۔

اسلام کے فروغ اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ جائزہ لیں اور اس صورت حال کے پیچھے کیا عوامل ہیں ان پر غور کریں کہ یہ صورتِ حال کہ ہر دین پسند کو مشکوک بنا دیا گیا ہے، ہر اہم اور غیر اہم دینی ادارہ شبہات کے دائرے میں ہے اور مساجد، مسلم محلے زیر نگرانی چل رہے ہیں، مسلم ممالک کو بے وقعت بنا دیا گیا ہے آخر ایسا کیوں ہے؟ کیا یہ یک بیک ہو گیا ہے یا یہ کسی تربیتی نقص کا نتیجہ ہے یا فقط اعداءِ اسلام کی سازشوں کا شاخسانہ ہے؟

موجودہ صورتِ حال پر غور کرنا اور اس کے بنیادی اسباب تلاش کرنا اشد ضروری ہے، اس لیے کہ آج مسلمان جہاں کھڑے ہیں وہ حیرت و استعجاب اور بے بسی کا مقام ہے اور لوگ انھیں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر رہے ہیں، انھیں تشدد اور ارہاب کی سند دی جا رہی ہے اور وہ بے بسی سے کھڑے سب کچھ دیکھ اور سن رہے ہیں، ایسا لگتا ہے جیسے تمام مسلمانوں نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے اور لوگ اس پوزیشن میں ہیں کہ ان کو سزا سنائیں عدالت لگائیں اور انھیں مجرم گردانیں۔

یہ صحیح ہے اور سو فیصد صحیح ہے کہ تمام کفار اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں ملت واحدۃ ہیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ صلیبیت اور صہیونیت دونوں کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایکا ہے اور دوسرے بھی اس وقت ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ دیار اسلام کو کھوکھلا بنانے اور اس کے ذخائر، معدنیات اور معیشت کو لوٹنے اور برباد کرنے کے سبھی درپے ہیں، اور بسا اوقات غنیمت کے بٹورنے میں گدھوں کی طرح شیاطین غرب لڑ بھی پڑتے ہیں اور سماجی، سیاسی، علمی، دینی ہر اعتبار سے مسلمانوں کو کمزور کرنے اور اسلام کو برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے اور نہ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ڈھکی چھپی ہے کہ سیکولر مسلمان ان دسیسہ کاریوں اور سازشوں میں ان اعداء اسلام شیاطین غرب کا ساتھ دیتے ہیں، شیاطین غرب سے ہماری مراد مغرب کے صہیونی اور صلیبی ذہنیت رکھنے والے اسلام کے خلاف سازش میں ملوث بداطوار سیاسی صحافی لیکھک اور میڈیا ہے اور مختلف قسم کی مختلف ایجنسیاں ہیں جو اس کام میں لگی ہیں نہ کہ عام لوگ، اسی طرح باطنی تحریکیں ہیں جو اسلام کا لبادہ اوڑھتی ہیں اور مسلمانوں کی جڑ کھودنے میں سب سے اہم رول ادا کرتی ہیں، جیسے قادیانیت، بہائیت وغیرہ، یہ سب صحیح ہے اور جتنا پڑھے لکھے مسلمان جانتے ہیں اس سے بھی زیادہ اعداء اسلام۔ ان کی متعدد محاذ پر بلکہ زندگی کے ہر حساس پہلو پر ان کی محاذ آرائی ہے، یہ ایک گھناؤنی سازش اور عداوت ہے اور اس کا اگر کوئی بزعم خویش مفکر انکار کرے وہ احمق ہے اور اپنی حماقت کو فکر وفہم سمجھتا ہے اور مسلمانوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

ان سب سے قطع نظر اہم یہ ہے کہ ہم دیکھیں ہمارا داخلی محاذ کیسا ہے اور ہم مسلمان جو اسلام اور مسلمانوں کے فروغ کی خاطر کوشش کرتے ہیں غور کریں کہ اصولی طور پر ان میں کیا خلل ونقص ہے؟ اگر خلل اور نقص ہے تو یہی داخلی کمزوری ہے اور یہی نقص اور کمزوری ہماری کوششوں کو بارآور ہونے نہیں دیتی اور اس نقص اور کمزوری کے سبب دشمنانِ اسلام کو کھیل کھیلنے کا موقع ملتا ہے۔

ابتدا میں رجحانات کی بات کی گئی ہے در اصل رجحانات کی بنیاد پر ہی اصحاب اتجاہات اپنا سارا کام کرتے ہیں، ساری تگ ودو اور ساری کوششوں کا سرچشمہ اتجاہات ہی ہوا کرتے ہیں۔ اگر اتجاہات کا تجزیہ کیا جائے تو ساری عملی وفکری کمزوریوں اور ساری کوششوں میں نقائص کا پتہ لگ سکتا ہے۔

سب سے پہلے عصرانی اور تحریکی اتجاہ کو لیا جائے، عصرانی وتحریکی اتجاہ بنتا ہے کرانیکل دباؤ کے تحت، اور وقتی احتیاجات اور مشکلات کے نتیجے میں، اور یہ طے ہے کہ کسی دینی اتجاہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نمو پذیر اور وجود پذیر ہونے کے لیے وقتی دباؤ اور وقتی مسائل اور احتیاجات کافی نہیں ہیں، دینی اتجاہ بننے کے لیے کامل دینی شعور وتعبدی شعور کا پایا جانا شرط اولیں ہے، عصرانی وتحریکی اتجاہ میں اس کے برعکس تہذیبی شعور کا غلبہ ہوتا ہے جو دینی اتجاہ بننے کے لیے ناکافی ہے، تہذیبی شعور مسلمانوں کے بقا اصلاح اور ترقی کے لیے بالکل ناکافی ہے بلکہ تعبدی دینی شعور کے کمزور ہونے اور تہذیبی شعور کے غالب ہونے کی بنیاد پر اسلامی شناخت ہی بگڑنے لگتی اور صحیح راہ پر چلنے کے بجائے مسلمان تباہی اور بربادی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔

عصرانی وتحریکی اتجاہ میں ہمیشہ تہذیبی شعور کا غلبہ رہتا ہے اور تعبدی ودینی شعور کمزور رہتا ہے، حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ تعبدی دینی شعور کے ماتحت تہذیبی شعور کو ہونا چاہئے نہ کہ تہذیبی شعور کے ماتحت تعبدی شعور کو ہونا چاہئے، کوئی تہذیب مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں اگر اس کی ترکیب اور نشو ونما اسلام کے اصولوں کے دائرے میں نہ ہوئی ہو، اسلام کو کسی ساختہ پرداختہ تہذیب کی ضرورت نہیں وہ اپنی نگرانی میں اپنی تہذیب کی پرداخت خود کرتا ہے اور ساری زندگی کو خود اپنی راہ پر ڈالتا ہے۔

وہ اتجاہ یا رجحان جو عصرانیت اور تحریکیت کے سانچے میں ڈھلے اور اس پر دینی شعور سے زیادہ تہذیبی شعور کا اثر ہو اور وقتی مسائل، وقتی دباؤ اور وقتی احتیاجات کے تحت بنے، ظاہر ہے اس کے اندر خلل ہوگا اور جب اتجاہ کے اندر خلل ہوگا تو خدمات، کے اندر تگ ودو اور جہود کے اندر خلل ہوگا۔

تحریکی اتجاہ (رجحان) کا سب سے اہم خلل تو یہی ہے کہ وہ عصرانی ہے اور اس کے اوپر تعبدی دینی شعور کے بجائے تہذیبی شعور کا غلبہ ہے، اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا تہذیبی شعور ہے جو اس کے اوپر غالب ہے، اس کا جواب خود اس اتجاہ (رجحان) کے لوگوں کے نشاطات میں مل جاتا ہے یعنی علمانی سیاست، پارٹی سیاست، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس دور میں یہ اتجاہ بنا اور تحریکی عمل شروع ہوا وہ دور اشتراکیت اور مغربی لٹیروں کے جبر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واستحصال اور صلیبیت کے استعمار کا دور تھا، استعمار سے نفرت اور اشتراک عمل بھی اس سے غیر شعوری تاثیر ذہن و دماغ نے قبول کیا جس نے پارلیمانی سیاسی عمل کی طرف قدم بڑھانے پر مجبور کیا، اور پارٹی پر مبنی سیاست کی ساری خرابیاں ہلڑ بازی، احتجاج، اپوزیشن بغاوت ٹکراؤ سازش، پروپیگنڈہ، جتھہ بندی، گروہ بندی ساری چیزیں اس تہذیبی شعور کے نتیجے میں اتجاہ میں داخل ہوگئیں اور دین کی خاطر کی گئی تحریری، تقریری و عملی جہود پر اس خاص تہذیبی شعور کا زبردست اثر پڑا، اور مصیبت بالائے مصیبت کہ اس کو عین دین شعوری دین تحریکی شعور حکمت انقلاب وغیرہ کا نام دیا گیا۔

اس تہذیبی و تحریکی شعور کے غلبہ کی وجہ سے دین کے وہ ستون جن پر دین کے ارتقاء اور افراد و سماج کی کامیابی و ترقی کا انحصار ہے وہ بدل گئے، اس اتجاہ میں اطاعت کی جگہ بغاوت، عبادت کی جگہ حکومت اور تربیت و دعوت کی جگہ سیاست نے لے لی۔

اگر تجزیہ کیا جائے تو کل دین اطاعت، عبادت اور دعوت اور تربیت میں سمٹ جاتا ہے، بلکہ ایک لفظ میں اُسے سمیٹنا چاہیں تو فقط عبادت میں سمو یا جاسکتا ہے، لیکن تہذیبی شعور کے غلبے کی خرابی سے یا تحریکی شعور کی تباہی کہئے یا عصرانیت کا دباؤ کہئے اس اتجاہ میں دین اور کارِ دین بغاوت، سیاست اور حکومت کے گرد سمٹ کر رہ گیا حتی کہ اس اتجاہ میں عبادت کی وحدانیت اللہ کی اور سارے دینی، دعوتی اور تربیتی اعمال کی اس وقت تک کوئی قدر نہیں جب تک ان کا رخ بغاوت سیاست اور حکومت کی طرف نہ موڑا جائے، اس کا اعتراف کرنا حقیقت کا اعتراف کرنا ہے کہ اس اتجاہ کے لوگوں کی متنوع کوششیں ہیں تہذیبی شعور کے تقاضے میں یہ بھی شامل تھا کہ ان لوگوں کی جہود متنوع ہوں لیکن اتجاہ میں نقص نے ان جہود کو تعمیری کم تخریبی اور سطحی زیادہ بنادیا، دیکھنا یہ ہے کہ کس طرح ان کے باغیانہ شعور نے اطاعت اور سیاست کاری نے دعوت و تربیت اور جہود و مقصودِ حکومت نے عبادت کی جگہ لے لی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغاوت

جب انسان کے عقیدہ وعمل میں پختگی کی کمی ہوتی ہے اور اسلامی شعور ناپختہ ہوتا ہے اور جوش وخروش ردعمل کے سبب از حد بڑھ جاتا ہے تو اس کے فکر ونظر کی راہیں انقلاب اور بغاوت کی طرف جاتی ہیں، اور جس تبدیلی کا وہ خواہش مند ہوتا ہے اس کے خیال کے مطابق اگر اس کی راہ میں رکاوٹیں حائل ہوں تو وہ چاہے گا کہ ساری رکاوٹوں کو دور کردے، اس وقت اس کے اوپر انقلاب کی ایسی مدہوشی طاری ہوتی ہے کہ اس کے پاس اس کی تمیز نہیں رہ جاتی کہ وہ طے کر پائے کہ جس کو وہ رکاوٹ سمجھ رہا ہے واقعی معنوں میں وہ رکاوٹ ہے یا ایسے دینی وسماجی اقدار ہیں جن کی شرعا رعایت اور پاس ولحاظ ضروری ہے، اسے اس کا بھی ہوش نہیں رہتا کہ اس مزعوم رکاوٹ کو ہٹانے سے اس کی الجھنوں میں اضافہ ہوسکتا ہے یا اس کی منزل کھوکھلی ہوسکتی ہے۔

اس اتجاہ نے جو شعور بغاوت وانقلاب دیا تھا وہ بہت مہلک اور متنوع تھا، عصرانیت اور تحریکیت کا تقاضا ہوتا ہے کہ ہر پرانی ریت کو بدل دیا جائے اسے غلط سمجھا جائے، یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا کہ اس اتجاہ کے ماننے والوں نے اپنے سوا سب کو قابلِ رد جانا، اس استرداد کی شکلیں کئی طرح ظاہر ہوئیں۔ اس کی چند مثالیں لائق توجہ ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اسلاف کے فکر وفہم سے بغاوت۔

(۲) سماج کے اندر موجود دینی اداروں، انجمنوں اور علماء ومشائخ سے بغاوت ونفرت۔

(۳) اسلامی تاریخ میں مسلم حکمرانوں اور طرز حکمرانی سے بغاوت بجز شیخین حضرت علی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز۔

(۴) ہم عصر حکمرانوں اور حکمرانی سے بغاوت ونفرت۔

بغاوت ونفرت کی یہ آنچ کبھی دھیمی اور کبھی تیز رہی ہے اور کبھی اس کو عین جہاد کبھی عین دعوت اور کبھی عین دین گردانا گیا اور باغیانہ فکر وشعور کو وقت کا سب سے اہم تقاضا اور اہم ذمہ داری تصور کیا گیا، اور مسلمانوں کی پستی گراوٹ کس مپرسی اور بے بسی کی حالت میں یہ باغیانہ شعور بڑا دل کش معلوم ہوا اور بڑے جوش وخروش اور دل کش انداز میں اس شعور کو پیش بھی کیا گیا، اور اس اتباہ کے لوگوں نے سیاست کاری کے ذریعہ اس فکر وشعور کو بڑے چم خم کے ساتھ سماج میں پروان چڑھایا۔

اور یہ نفسیاتی حقیقت ہے کہ جب انسان کی ایک خاص ذہنی اور جذباتی حالت ہوتی ہے جیسے بیسویں صدی میں تھی کہ مسلمان مظلوم وبے کس تھے، پستی کے شکار تھے، ان کا وقار مجروح تھا، ان کی قومی خودداری کو تاراج کیا گیا تھا اس حالت میں لوگ عام طور پر جذبات سے برانگیختہ ہوتے ہیں وہ چارج ہوتے ہیں، اگر ایسی حالت میں کوئی مرزا غلام اٹھے کوئی خاکسار اٹھے اور ان کے دکھ اور غم کے مداوے کی بات کرے اور اسلام کے فروغ کا دھن بجائے تو لوگ اس کے پیچھے بھی بھاگ لیتے ہیں اور انھیں بھی ایک جم غفیر مل جاتا ہے۔

اور یہاں تحریکی اتجاہ میں ماشاء اللہ مخلصین اہل علم اصحاب فکر وفہم کی فراوانی تھی انھیں تہذیبی شعور بھی حاصل تھا اور قلمی وتنظیمی توانائی بھی حاصل تھی، اس لیے باغیانہ شعور کو مقبولیت حاصل ہونے میں کیا دیری ہوسکتی تھی یہ تو گرم کعکیا بازار وقت کی پسندیدہ شئی تھی۔

اوپر جن چار قسموں کی بغاوت اور انقلاب کا ذکر کیا گیا ہے ان انقلابی شکلوں کو تفصیلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر وہ تمام لوگ جانتے اور سمجھتے ہیں جنھوں نے اس اتجاہ کے لٹریچر کو پڑھا ہے یا اس اتجاہ کو پسند کیا ہے یا اسے اپنایا ہے یا ان کی حرکات سے باخبر ہیں یا انھیں جھیلا ہے پھر بھی یہاں ان کی تھوڑی سی تفصیل دی جاتی ہے۔

سب سے پہلے تو یہی جاننا ضروری ہے کہ ذہن جب انقلابی اور باغیانہ رنگ اختیار کر لیتا ہے تو وہ دعوتی نہیں رہ جاتا، ایسا ذہن جذباتی اور غیر استوار بن جاتا ہے سکینت وطمانیت اسے میسر نہیں ہوتی، ایسا ذہن تعمیر سے زیادہ تخریب اور تالیف سے زیادہ تاراجی پر مائل ہوتا ہے، جب کہ ایک صحیح اسلامی ذہن تاراج کے اندر تالیف اور تخریب کے اندر بھی تعمیر کا متلاشی ہوتا ہے، وہ اصلاح دعوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا منادا اور خواہاں ہوتا ہے اور اس راہ پر ایسا انسان چلتا ہے اور اسی عمل میں لگا رہتا ہے، اس کے برعکس انقلاب اور بغاوت کا ذہن ہڑبونگی اور احتجاجی ذہن ہوتا ہے، ردعمل کا ذہن ہوتا ہے اس ذہن کو اقدارِ دین اور اوامرِ اسلام پر بھی استقرار نہیں ہوتا، یہ ذہن ایسا نہیں ہوتا جس کے متعلق کچھ پرڈکٹ کیا جا سکے اور کچھ کہا جا سکے کہ اس کا تصرف کب کیسا ہوگا، اور کیا ہوگا اس لیے ایسے ذہن کے لوگ دینی فکری استقلال سے محروم ہوتے ہیں ان کے اندر حالات کی رفتار کے حساب سے تبدیلی آنا اور اُن کا تہذیبی شعور کے زیر اثر بدلتے رہنا لازمی ہے اسی کا اثر تھا کہ تحریکی قیادت شروع میں کانگریسی تھی پھر مسلم لیگی بنی، پھر ٹھیٹ صالح انقلاب کے نعرے کے تحت حکومتِ الٰہیہ کا داعی بنی اور سب کو ناقابلِ قبول ٹھہرایا، پھر جمہوریت اور علمانی سیاست کی طرف سفر ہوا پھر آخر میں قائد تحریک کا آخری خیال یہ تھا کہ دعوت وتربیت کی راہ ہی اپنانا بہتر تھا سیاسی عمل سے کچھ حاصل نہ ہوا، لیکن اب بھی اس اتجاہ کے قائدین کے نزدیک تبدیلی کا سب سے اہم راستہ علمانی کوڑھ زدہ سیاسی عمل ہے جو انسان کی بشری حیثیت کو بھی پامال کر دیتا ہے اور ادنیٰ ثقاہت کو بھی مجروح کر دیتا ہے۔

بہر حال اسلاف کے فکر وفہم سے بغاوت ہوئی نصوص کتاب وسنت کا ایک فہم سلف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالحین قرون مشہود لہا بالخیر کا ہے، یہی فہم معیاری اور قابلِ اعتبار ہے اسی فکر وفہم نے سارے علوم اسلامیہ کو متعین کیا ہے اور اس متعین کردہ فریم میں اگر ہمارا علمی اور فکری اقدام فٹ ہو سکے تو یہی راہ راست ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے، انقلابی فکر وفہم نے نصوص کتاب وسنت کو کرانیکل تھاٹس کے دباؤ میں سمجھنے کی کوشش کی اور دین وشریعت کے بہت سے مسائل کو سلف کے طریقے کے برخلاف سمجھا اور علوم شریعت کو بھی اپنے انکل کا نچر بنایا بلکہ جذباتی تأثراتی لٹریچر کو ہی اپنا فکری معراج سمجھا اور کل علوم شریعت کو نگہ کم عیار سے دیکھا، علم العقائد کو کم وقعت گردانا گیا، علوم الحدیث کو فقہ کی نگاہِ جوہر شناس سے بھی کم قیمت بتلایا گیا مصادرِ دین میں سے ایک مصدر کے متعلق اس کے سطحی ریمارکس نے متبعین کو خاص کر عصری علوم سے آراستہ افراد کو شکوک وشبہات میں ڈال دیا، اور اس اتجاہ کے دینی مدارس کے فضلاء کے نزدیک بھی علوم الحدیث کی قدر وقیمت معمولی ہی ہے کیوں کہ ان کے نزدیک عصری تقاضے کے متعلق اردو لٹریچر کی اہمیت زیادہ ہے، لب کشائی علم العقائد اور علوم الحدیث کے متعلق ہوئی ہے اور تفسیر پر ہاتھ صاف کیا گیا ہے اگر دیگر علوم شرعیہ کے متعلق لب کھلتے تو شاید ان کا نصیب بھی کھوٹا ہی ہوتا۔

اگر ہماری ان باتوں کی تصدیق چاہئے تو تجدید واحیاء دین، مسلک اعتدال روداد اول تا پنجم تنقیحات وتعلیمات ودیگر تحریکی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور تفہیم القرآن تو قدم قدم پر تفسیر بالرای کی آئینہ دار ہے اور نصوص قرآنی کو سیاست، حکومت اور انقلاب کے رنگ میں رنگنے کی کوشش ہے، اسی طرح سیاسی کش مکش بھی انقلاب اور سیاست کی تبلیغ ہے اور حکومت الٰہیہ کیسے قائم ہوسکتی ہے، وہ بھی انقلاب سیاست اور حکومت کی گفتگو ہے غرض کہ تحریکی اتجاہ کا پہلا ہدف، لائحۂ عمل طریقۂ کار اور طرز عمل محض سیاست کاری حکومت اور انقلاب ہے جو اطاعت، دعوت وتربیت اور عبادت کو عصری رنگ میں رنگ دینے اور ان کی شکل بگاڑنے کا نام ہے، اور سلف کے طرز فہم اور منہج دین سے مکمل غیر وابستگی ہے، اور دین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کل ہدف کو بدل ڈالنے کی ناروا غیر شعوری کوشش ہے۔

اگر یہی کمی کسی دینی جماعت کے فہم دین میں ہو کہ وہ منہج سلف پر پروان نہیں چڑھا ہے تو اس کی بے راہ روی کے لیے کافی ہے اور اسی سے یہ طے ہو جائے گا کہ اس کا پورا طرزِ عمل وطرز بگڑا ہے، فہم دین اور علوم شرعیہ کے متعلق اس کا موقف گڑبڑ ہے اور کسی اتجاہ اور جماعت کے اندر اس سے بھی زیادہ کمیاں ہوں تو مسئلہ اور زیادہ بگڑ جاتا ہے۔

فہم سلف کے طے شدہ اصول میں کئی باتیں ہوتی ہیں پہلا اصول تو یہ ہوتا ہے کہ نصوصِ دینیہ تو قینی ہیں نصوصِ قرآن تو من جانب اللہ اترے ہیں اور خود رب پاک نے اس کے تحفظ کی ذمہ داری لی ہے نصوص احادیث اصولِ حدیث کے مستند ضابطوں کے مطابق صحیح یا مردود قرار پاتے ہیں، ان کی اس توقینی حیثیت کو تشریعیت حاصل ہے ایک نص بھی دنیا کے دانش وروں کی ساری دانش وری سے برتر وبہتر ہے اس کے مقابلے میں آراء قصص، ضعاف اور موضوعات کے سارے طومار کوئی وقعت نہیں رکھتے، اور اگر دانستہ ان کے مقابلے میں رکھا جائے تو پھر یہ شبہات اور شہوات کا کاروبار ہوگا اور بغاوت وطغیان مانا جائے گا، اور اگر رسم ورواج کو ان کے مقابلے میں ترجیح دیا جائے تو اسے ہوس پرستی میں شمار کیا جائے گا، تہذیبی شعور میں غرق تحریروں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو لابدی طور پر کم ازکم تعقل پرستی اور نقل کے مقابلے میں عقل کو ترجیح دینے یا ترجیحی رو میں بہ جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے، تو قینی اصول کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کے دل ودماغ میں نصوص کے لیے کامل تسلیم ورضا کا جذبہ ہونا چاہئے، اور یہ جذبہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان کا تعبدی شعور اجاگر ہو، تہذیبی شعور اگر اجاگر ہوگا تو اس کا لازمہ اور خاصہ تعقل پرستی ہے اور اس سے شدید وابستگی کا نتیجہ جذبۂ ثائریت اور انقلابیت ہے اور انقلاب کی لہر اٹھے گی تو نصوص کا مطلوب اور لازمی احترام برقرار نہیں رہ سکتا نہ اس کے لیے تسلیم ورضا کا جذبہ مطلوب حد تک ابھر سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہم سلف کا دوسرا اصول یہ ہے کہ نصوص کو اسی طرح سمجھو جس طرح انھیں سمجھنے کے لغوی اور دینی تقاضے ہیں، لغوی تقاضوں میں یہ داخل ہے کہ الفاظ کے لغوی محمل سے انحراف نہیں ہونا چاہئے ورنہ تاویل باطل اور تحریف کا ارتکاب لازم آئے گا، اور شرعی تقاضوں میں یہ داخل ہے کہ حقائق غیبیہ کو حقائق مشہود پر قیاس نہ کیا جائے نہ دونوں کے درمیان تشابہ تلاش کی جائے، اسی طرح مادی دنیاوی انسانی فکری سانچوں میں اگر غیبی حقائق فٹ نہ ہوں تو اس کا انکار بھی نہیں ہونا چاہئے، نیز شرعی تقاضوں میں یہ بھی داخل ہے کہ نصوص کی روشنی میں جن شرعی اصولوں کو قرون مشہود لہا بالخیر نے طے کیا ہے ان سے بھی انحراف نہیں ہونا چاہئے، لیکن ان تقاضوں کے برعکس تعقل پسندوں اور بزعم خویش دانش وروں نے ہمیشہ تمام حقائق کو عقل کی دھار پر رکھ کر ذبح کرنے کی کوشش کی ہے، تعقل پسندی آتی ہی اس لیے ہے کہ انسان کا تہذیبی شعور تعبدی شعور پر غالب ہوتا ہے اس عصر کے عصرانی اور تحریکی اتجاہ نے تہذیبی شعور کے غلبے کے سبب نصوص کو وہ معانی پہنانے کی کوشش کی جو ان کے عصری افکار کے ہم نوا بن سکیں، اس اتجاہ نے بہت سے اعتقادی، تعبدی، سیاسی، سماجی، اجتماعی اور اقتصادی وعائلی امور کو عصریت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی اور جادۂ اعتدال سے دور جا گرا۔

فہم سلف میں دینی تقاضے کے مطابق متعین اصول وضوابط کی اساس پر ہر دور میں اجتہاد کی گنجائش ہے اور اجتہاد کا یہ عمل زندگی کو جمود اور الجھاؤ سے دور رکھنے کے لیے وجوب کے درجے میں داخل ہے۔ اور صحیح اور صواب اجتہادی عمل پر دوگنا اجر کی بشارت دی گئی اور اجتہادی عمل اگر درست نہ ہو اس میں غلطی کا ارتکاب ہو جائے تب بھی اس مخلصانہ اور منہجی کوشش کو اجر سے محروم نہیں رکھا گیا۔ اس شرعی اجتہادی مستوجب عمل کا دروازہ کھلا رہنے کے بعد عصرانیت کی قطعا کوئی گنجائش ہی نہیں رکھی گئی نہ تہذیبی شعور کو تعبدی شعور پر استغلاب کی کوئی وجہ جواز چھوڑی گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہر دور کے لیے ہے اور ہمیشہ تر و تازہ ہے تہذیب و تمدن میں غلو و انہماک اور مادیت کے تغلب کی بناء پر اگر مشکلات کھڑے ہوں تو مادی و تمدنی تغلب اور ان میں غلو اور انہماک کو جائز نہیں قرار دیا جا سکتا کیوں کہ اس سے بشری شاکلہ ہی مسخ ہو کر رہ جائے گا۔ اور اس کارگاہِ حیات میں حقوق الٰہی و حقوقِ انسانی اور حقوقِ حیات کی ادائیگی ہی مشکل ہو جائے گی اور انسان مشینی جانور بن کر رہ جائے گا، اسلام کو ایسی مادی ترقی مطلوب ہی نہیں جو اس کے نظامِ حیات کو تلپٹ کر دے اور کسی طرح اس کے نظام کا ساتھ نہ دے سکے، ترقی اور مادیت کی کوئی حد نہیں، لیکن امن و سلامتی حقوق یابی اور نظامِ اسلام کی بالادستی کے لیے حد بندی ضروری ہے یہ حد بندی چاہے انسان کا ضمیر کرے، چاہے نظام حکومت کرے یا دونوں مل کر کریں، اگر اس کی ماتحتی میں ترقی ہو تو قابلِ تسلیم اگر اس سے بغاوت کے نتیجے میں ترقی ہو تو تو ایسی ترقی مطلوب نہیں ہے، تہذیبی شعور کے غلبے میں یہی ہوتا ہے انسان چاہتا ہے ترقی کی راہ کھلی ہے خواہ اس کی خاطر تحریف دین کا ارتکاب کرنا پڑے خواہ معنوی ہو یا لفظی، عصرانی تحریکی فہم و ذہن کی مصیبت یہی ہوتی ہے کہ اس شعور کے غلبے کے بعد ان پر ترقی و تبدیلی کی ایسی مدہوشی طاری رہتی ہے کہ وہ کبھی اس ذہنی حالت میں نہیں آ سکتے کہ تھوڑی دیر رک کر نصوصِ دین سے پیدا ہونے والے تعبدی شعور کا مکمل اور صحیح ادراک کر سکیں، ہر دور کا یہی المیہ رہا ہے کہ جب دین و شریعت کی توقیفیت کے سامنے جھک جانے کا مزاج ختم ہوا تہذیبی عوامل کے تحت ان کو تحریف و تبدیل کا شکار بنایا گیا تو لوگ جادۂ اعتدال سے بھٹکے، شریعت و توقیفیت کو مطلوب ہے کہ نصوص کی قانونی حیثیت سے انحراف نہ ہو اور اقدارِ دین پر جماؤ ٹھہراؤ برقرار رہے اور تعبدی شعور ہمیشہ غالب اور کارفرما رہے، تہذیبی شعور اقدار وقت اور عصری فکری دھارے تحریکی و عصرانی اتجاہ کے حاملین سے پیہم یہ مطالبہ کرتے رہتے ہیں کہ آگے بڑھو تحریکی اتجاہ کی لہریں اتنی تیز ہوتی ہیں کہ اس اتجاہ میں ڈھل جانے والے اور ایسا دل و دماغ رکھنے والے انسانوں کا قدم ہمہ وقت لڑکھڑاتا رہتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس تزلزل کے شکار لوگ ہمیشہ نت نئی پالیسیاں، نظریئے اور افکار کے خیالی محل بناتے رہتے ہیں اور آہستہ آہستہ وہ دین سے بالکل دور ہو جاتے ہیں اور اُن کا الگ محاذی رویہ بن جاتا ہے، عصرانی وتحریکی اتجاہ کی آخری منزل یہی ہے اور اس منزل پر پہنچنے کے بعد ہی ان کے تہذیبی شعور کی کشش ختم ہو جاتی ہے، اور جماہیر امت میں اُن کا دینی فکری نقص واضح ہو جاتا ہے، اس سے پہلے ان کے فکری وعملی مراحل میں کشش برقرار رہتی ہے، اس وقت تہذیبی شعور والے عصرانی اتجاہ کے لوگ اپنے مختلف مراحل قطع کرتے ہوئے آخری منزل تک پہنچ جاتے ہیں، اسی وقت اُن کا تہذیبی شعور بھی پرانا اور از کار رفتہ ہو جاتا ہے اور رفتار وقت کا وہ خود ساتھ نہیں دے پاتے، وقت اُن سے آگے نکل جاتا ہے اور اُن کے ہاتھ سوائے حسرت اور افسوس کے کچھ نہیں رہ جاتا ہے، اسی لیے یہ اسلامی اصول ہے کہ اجتہاد کو وقت کی رفتار کا ساتھ دینے کے لیے ہمیشہ اس کی ضرورت رہتی ہے کہ وہ تعبدی شعور کا ایک جز بن کر ہمیشہ اسلامی تہذیب وتمدن کو ہرا بھرا رکھے کسی ایسی بدلتی تہذیب سے تأثر پذیری کی اسے ضرورت نہیں جو اسکا رشتہ دین سے آہستہ آہستہ کمزور تر کر دے اور اسلامی سرچشمہ سے اُسے بالکل اجنبی بنا دے۔

تحریکی اتجاہ کے اندر تہذیبی شعور کو اولیت حاصل ہوتی ہے کیوں کہ بدلتی تہذیبوں اور وقتی ضرورتوں کا دباؤ اس کے اوپر زیادہ ہوتا ہے، اور وہ اساسِ دین پر استقامت برقرار نہیں رکھ سکتا، نہ تعبدی شعور کو اس کے اندر ترجیحی حیثیت مل پاتی ہے اس بنیادی عمل کے سبب اس کے لیے یہ حتمی ہوتا ہے اور ہر دور میں ایسا ہوا کہ عصرانی وتحریکی اتجاہ پر تہذیبی شعور غالب رہا، اعتزال، شیعیت، ماتریدیت، اشعریت یا اس دور کے استشراق زدہ دانش ور حضرات کا یہی حال ہے، اسی طرح مغربی ڈیموکریسی، سیکولرزم اور جمہوریت سے متأثرین کا بھی یہی حال ہے۔

عصرانیت جو تہذیبی شعور کی بنیاد پر آگے بڑھتی ہے اور بڑھی ہے ذہن ودماغ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا کس طرح عمل دخل ہوتا ہے اور کسی طرح یہ جادۂ اعتدال سے اپنے ماننے والوں کو ہٹاتی ہے، اور اُن کا فکر وفہم کس طرح بنتا ہے ان کی ذہنیت کس طرح کی بنتی ہے اس کی تفصیل دی گئی، یہاں ارتکاز اسی قضیے پر رہا کہ تہذیبی شعور کو ترجیح حاصل ہونے کے بعد کس طرح کا انسان وجود میں آتا ہے، اور فکر وفہم اور مزاج وذہنیت کیسی بنتی ہے اور وہ کس طرح اپنے افکار کو مستند بنانے کے لیے دین کو استعمال کرتا ہے اور اس کے اندر کس طرح کشش ہوتی ہے۔

جب تہذیبی عصرانی شعور کے سبب عصرانی تحریکی اتجاہ کو فہم سلف سے دوری ہوتی ہے اور ایک فکر وفہم اور ذہن بنتا ہے تو ظاہر ہے اس کا جو لازمی اثر زندگی پر پڑسکتا ہے وہ ہے انقلاب اور بغاوت، دوسرے شعبہائے زندگی پر بغاوت ضرور اثر انداز ہوگی، اس کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ عصرانی وتحریکی اتجاہ کے سانچے میں ڈھل جانے والے، سماج کے اندر موجود دینی اداروں، انجمنوں، علماء ومشائخ کو کم از کم جمود پسند اور ناکارہ سمجھنے پر اپنے فکری اتجاہ کے سبب مجبور ہوتے ہیں، اور ان کے اندر اتنا انقلابی جوش ہوتا ہے کہ لوگوں پر اپنی رائے تھوپنا ضروری سمجھتے ہیں اور جو لوگ اور جو ادارے ان کی نہ سنیں ان کے خلاف نفرت وبغاوت کا جذبہ ان کے اندر پنپنے لگتا ہے اور ان کے خلاف یہ نفرت وبغاوت تحریری وتقریری شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے، اور نجی محفلوں میں کثرت سے اس کا چرچا ہوتا ہے اور یہ چیز بڑھتے بڑھتے سازشی رنگ اختیار کرلیتی ہے اور یہ سارے تماشے تحریکی اتجاہ کے لوگ دکھلا چکے ہیں، صالح انقلاب والی سیاسی کش مکش والی تحریریں اور تحریکِ اسلامی کے بناؤ بگاڑ اور اس کی راہ کی رکاوٹوں پر رودادوں میں موجود تحریریں اور اتجاہ کے جرائد واخبارات کی تحریریں اس کی غماز ہیں۔

انقلابیت زدہ اتجاہ کے برعکس اسلامی دعوت کا تقاضا کچھ اور ہوتا ہے، اسلامی دعوت میں اصلاح تعمیر بناء خیر خواہی دل سوزی ہدایت کے لیے تڑپ جہد مسلسل، تکالیف پر صبر، جاہ وشہرت طلبی سے بے نیازی، دنیا وآخرت کی کامیابی وبھلائی مطلوب ہوتی ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل براہین اور حجت کی بات ہوتی ہے اساس دین پر زور ہوتا ہے، اخلاص وفروتنی ہوتی ہے، کہ نخوت دکھلانا دوسروں کو حقیر جاننا کم سمجھ اور بے شعور سمجھنا دعوت دین کے بالکل خلاف سمجھا جاتا ہے۔

اور تضاد کی بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک مستر دانجمنوں اداروں اور جماعتوں کے افراد اگر ان کے اتجاہ کو قبول کرلیں یعنی انقلابیت اور دینی شعور پر تہذیبی شعور کے تغلب کو مان لیں تو اپنے معتقدات کو مانتے ہوئے بھی ان کے ساتھی بن سکتے ہیں، تشیع، اعتزال انکار حدیث، رھبانیت، تصوف، قبر پرستی سب ان کے ہاں چل سکتا ہے اور اس دینی انحلال کو اتحاد کا درجہ دیتے ہیں، دراصل یہ تہذیبی شعور ہی کا کمال ہے کہ مآل دنیا کی خاطر اس اتجاہ کے مطابق سب ایک جا جمع ہو سکتے ہیں یہ نصوصِ شریعت کے عدم احترام قلت اہمیت کی دلیل ہے کہ وقتی مفادات ان کے نزدیک رفض وقبول کا معیار ہیں، یہ دینی شعور کی کمی ہے کہ اصطلاح امت کی فکر نہ ہو، نہ دینی معتقدات اور دینی اقدار لائق توجہ بنیں، اس کے برعکس ترقی کی بات ہوتی ہے اور حکومت وسیاست کی شگوفہ بازیاں ہوتی ہیں اور بے اساس افکار، دنیاوی، مادی مفادات، ارتقاء واتحاد کی بنیاد بنتے ہیں۔

اس دینی انحلال اور سیاسی اتحاد پر اس اتجاہ کو ہمیشہ فخر رہا اور اس اتحاد کو اس اتجاہ میں قبولیت حاصل رہی اور اسی اتحاد کی دعوت دی جاتی رہی۔

دینی اداروں، انجمنوں علماء اور مشائخ کو علی الاطلاق اس اتجاہ نے قابل رفض جانا اور کسی کی صلاحیت اور جذبات اس کے نزیک کسی اہمیت کی حامل نہ رہے، بڑے بڑے اساطین علماء کا اس اتجاہ کے عام افراد نے استہزاء ومذاق اڑایا، شیخ ابن باز اور علامہ البانی جیسے جلیل القدر علماء ان کے نزدیک کم علم اور کم فہم تھے ان جلیل القدر علماء کے متعلق اس اتجاہ کے اصحاب قلم کی تحریریں استخفاف اور بے توقیری پر مشتمل رہیں، یہ شاذ ونادر تحریروں کا حال تھا ورنہ یہ ان کے نزدیک درخور اعتناء نہ تھے، حالاں کہ یہ عالم آشکار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت ہے کہ شیخ ابن باز کی تنہا اسلامی خدمات دنیا کی تمام تحریکی عصرانی جماعتوں کی خدمات پر بھاری ہیں بلکہ حکومتی اسلامی خدمات پر بھی ان کی خدمات بھاری ہیں ، اورالبانی کی علمی خدمات کا اعتراف دشمن بھی کرتے ہیں لیکن جن کی جھولی علم سے خالی ہو اُن سے اس کی توقع کرنا ہی عبث ہے۔

اس اتجاہ کے لوگوں نے عام مسلمانوں کو غیر شعوری مسلمان، سیاسی مسلمان، سرکاری مسلمان نہ معلوم کیا کیا القاب وخطابات دیئے ہیں، گروہی اور عصبیت جس قدر اس اتجاہ میں پائی گئی اور جس منظم ڈھنگ سے اور بہتات کے ساتھ اسے انا ولا غیری کا مسئلہ بنادیا گیا، اس عصبیت میں دوسرے قطعاان کا مقابلہ نہیں کرسکتے، شان علو وتبختر کی حد نہ تھی کہ عوام کو ووٹ دینے کے سبب ان لوگوں نے دوسروں کو مشرک تک کہا اور جب ایمرجنسی کے بعد اندرا حکومت کو گرانی ہوئی تو ان دانشوروں نے اس شرک کو جائز قرار دے لیا اور انسانیت کے خلاف بغاوت کرنے والے بھگوا رنگ بھیڑیوں کو گلے لگایا، اور عید ملن میں گلے ملتے ملتے ان کا گلا چھلنے لگا تب انھیں دور کیا، اور اب الیکشن لڑنے کا اجتماعی فتویٰ صادر ہوا ہے اور ابھی یہ شیخ چلی قسم کے سر پھرے کرسیوں اور مناصب پر نگاہیں جمانے اور خواب دیکھنے میں لگے ہیں، تاریخ میں ایسے احمق گروپ کی مثال مشکل سے ملے گی جب کہ ان اللہ والوں نے خاص کر اہل حدیث علماء کو اچھوت بنا رکھا تھا، اور تاریخ کا ریکارڈ ٹوٹ جائے گا اگر یہ ثبوت دے دیں کہ آر، ایس، ایس والوں کی طرح کبھی اہل حدیث علماء کو کسی بھی موقع پر اپنے اسٹیج سے بولنے کا موقع دیا ہو، دراصل یہی رنگ ہے مادیت کا اور تہذیبی شعور کا۔

اسلامی تاریخ سے بغاوت کا یہ عالم تھا کہ خلافت وملوکیت کی تقسیم کے بعد ملوکیت ان اصحاب دانش کے نزدیک طاغوت سے کم نہ تھی، ان کے نزدیک شیخین، علی اور عمر بن عبدالعزیز کے سوا اسلامی تاریخ میں سارے حکمراں ملوک ہیں حتی کہ خلیفۂ مظلوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر بھی انھوں نے ملوکیت کا الزام لگا کر ان کی خلافت کو بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسترد قرار دیا، اور سارے نصوص قرآنی وحدیثی اور مستند تاریخ کو بھی اپنے تعنت کے مقابلے میں مسترد ٹھہرایا جب کہ یہ شرعی مسئلہ ہے کہ کسی بھی وجہ سے کوئی شخص بھی اگر صحابہ پر زبان طعن دراز کرے یا ان کو مجرم ثابت کرے وہ فاسق ٹھہرتا ہے، اور یہ بھی واضح رہے کہ خلافت وملوکیت جیسی رسوائے زمانہ کتاب کے لکھنے چھاپنے اور ماننے والے فسق کے مرتکب ہیں، اور جب تک یہ کتاب چھپتی رہے گی سر پھرا پن، اور فکری دیوالیہ پن پھیلاتی رہے گی، صحابہ کے خلاف جرائم کی نسبت شرعاً ممنوع ہے، ان کی خلافت ایک تاریخی مسئلہ نہیں ہے کہ ان کے خلاف جرائم کی کھتوتی تیار کی جائے اُن کی شخصیت ان کی حیثیت اور ان کی خلافت سب منصوص ہیں، نصوص کی روشنی میں ان کو دیکھنا چاہئے اور کس کی تاریخ کی بنا پر ان کو خطا کار خلافت کو ملوکیت کی طرف لے جانے والا ثابت کریں گے؟ شیعوں کی تاریخ کی بنا پر؟ ۴۰ھ میں امت مسلمہ نے ماضی کی ساری لغزشوں اور غلطیوں اور غلط فہمیوں کو دور کرلیا تھا اور امت مسلمہ نے اتحاد کرلیا تھا، ۶۰ھ کے بعد تشیع کی موامراتی اور سازشی تاریخ اور ۶۰ کے بعد کے پروپیگنڈہ افتراء اور اتھامات وسازشی روایات کی بنا پر اگر ذوالنورین کو خطا کار ٹھہرایا جائے تو ایسی تمام ناروا کوششیں فسق کے درجے میں آئیں گی، اور ایسی تحریروں کے لکھنے والے اور ماننے والے عظمت صحابہ کے منکر مانے جائیں گے، اور ایسی فاسقانہ تحریریں چھاپنا، پڑھنا اور ماننا گناہ کبیرہ کے درجے میں ہے۔

دراصل یہاں بھی وہی مسئلہ عصرانیت اور تحریکیت کا ہے، قائد اتجاہ نے چھٹے دہے میں ایوب خاں کی ڈکٹیر شپ کو دیکھا اور اس سے ٹکرائے جس کی بنا پر انھیں کافی اذیت اٹھانی پڑی، ایوب خاں نے پاکستان میں لوگوں کی ساری آزادی سلب کرلی تھی، قائد پاکستان میں آباد ہونے کے بعد الکشنی جمہوری بن چکے تھے جمہوری والکشنی مزاج ڈکٹیر شپ کو برداشت نہیں کرسکتا تھا، جناب سخت ردعمل کا شکار ہوئے قائد اتجاہ کا ذہن بنا کہ دین اور تاریخ کے حوالے سے ملوکیت تاناشاہی خواہ نام ہی کی کیوں نہ ہو کے خلاف اپنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیس تیار کریں اور یہ مقدمہ امت کے کورٹ میں پیش کریں، اپنے وقتی اور مقامی ٹکراؤ کو انھوں نے پوری امت کا مسئلہ بنا دیا اور ایک ماہر وکیل کی طرح انھوں نے اپنے بنے بنائے کیس کے مطابق تاریخ سے روایتوں کو چنا، اور پھر ان کے گستاخ اور ردعمل کے شکار عصرانی قلم کی زد سے حضرت ذوالنورین حضرت معاویہ اور دیگر صحابہ بھی نہ بچ سکے، تحریکی لٹریچر میں جو چیز قائد کی خوبی مانی جاتی ہے وہی دراصل ان کی سب سے بڑی کمزوری ہے، اور ملت کو تحریکیت کی راہ پر لگانے اور ان کے صحیح دینی شعور کو برباد کرنے کی ضامن ہے، انقلاب، بغاوت اور نفرت ان کے قلم وفکر کا خاصہ ہے وقتی دباؤ بڑھا ذہن بنا اور پیشتر بنے ہوئے ذہن کے مطابق قلم کی مشاقی شروع ہوگئی، حالاں کہ یہ بالکل الٹا عمل ہے، ہونا یہ چاہئے کہ کسی بھی موضوع پر آدمی اپنے ذہنی سانچہ کے مطابق پڑھنے اور لکھنے کے بجائے دلائل وبراہین کی روشنی میں حقائق کو مبرہن کرے، حقائق کی تلاش کا یہی طریقہ ہے، انسان دلائل وبراہین کے پیچھے چلے نہ کہ اپنے فکری سانچے کے مطابق ان کو چھیل چھال کر اس میں فٹ کرے یا انتخابی اور ترجیحی صورت کو اختیار کر کے جو پسند آئے اسے لے اور جو پسند نہ آئے اسے نہ لے، یہ طریقہ انتہائی مرفوض اور خود غرضانہ ہے مخلصانہ نہیں ہے، اور ایسا کرنے والا خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے، دلائل وبراہین اور نصوص پر بھی ظلم کرتا ہے اور قارئین پر بھی ظلم کرتا ہے اور انھیں غلط راہ پر ڈال دیتا ہے۔

دراصل تاریخ اسلام کے ساتھ بھی اس اتجاہ نے وہی انقلابی مذاق کیا ہے جو دیگر امور کے ساتھ کیا ہے، تاریخ اسلام کی ساری ملوکیتیں اس کی بارگاہ میں مرفوض ہیں، ایک صاحب پنجاب کے صوبائی امیر ہوا کرتے تھے اسعد صاحب گیلانی، انقلاب خمینی کے دور میں ملوکیت کے خلاف ان کا طنطنہ اتنا بڑھا تھا کہ انھوں نے حرم مدنی میں فرمایا ملوکیت ملوکیت ہے چاہے حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کی کیوں نہ ہو!! اور سعودی حکومت مملکت ہے لہٰذا سب سے بدتر گو اسے لوٹنے کھانے میں یہ سب سے آگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجب تضاد ہے ان انقلابیوں کے اندر، ان کے معیار پر حضرت عثمان نہیں اترے لیکن خمینی جس نے شیخین حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی ہے انھیں جبت وطاغوت کہا ہے، اور حضرت عائشہ کے متعلق فرمایا کہ مہدی آئیں گے تو انھیں زندہ کریں گے، اور پھر حد قذف لگائیں گے اور پھر پھانسی دے دیں گے، اس کی بدعقیدگی کے سبب علماء اثبات نے اسے کافر قرار دے دیا، اور انقلابی مسخروں کا یہ حال رہا ہے دس سال تک پورے عالم میں اس کا جھنڈا اٹھائے پھرے اور ایسی مذلوجی حرکتیں کیں اور ایسا مسخرہ پن کیا کہ ایسا لگتا تھا سب شیخ چلی کے قبیلے کے ہیں، اس اتجاہ سے متاثر حضرات علماء کرام بھی خمینی انقلاب کے شیعہ چھٹروں کی تلاوت کرتے تھے، اور پھر انھوں نے صدام کا جھنڈا تھام لیا اس کے اندر بھی یہ خوبی نظر آئی کہ امریکہ کے خلاف ہے حالاں کہ وہ امریکا کا پرداختہ تھا، جعفر نمیری جو کمیونسٹ تھا پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے چولا بدلا اور نظام اسلامی کی بات کرنے لگا محض کرسی سے چپکے رہنے کے لیے اور ملک کو غارت کر دیا، ملک کو اس سے بچانے کے لیے عبدالرحمٰن سوار الذہب کو اس کا تختہ پلٹنا پڑا یہ بھی ان کا خلیفہ اسلامی بن گیا تھا، ضیاء الحق کی حکومت بھٹو کے خلاف انقلاب لانے کے سبب اسلامی تھی اور وہ خلیفۃ المسلمین قرار پائے، پھر جب ان کے اندر ملوکیت کی خو بو آ گئی تو ان سے الگ ہو گئے، اور جب بھٹو کی بیٹی الیکشن و جمہوریت کے سہارے وزیر اعظم بنی تو اس اتجاہ کے بقراط وسقراط اس کے حامی ہو گئے اور اللہ نہ کرے یہ روایت صحیح ہو کہ اس نے ان بقراطوں کو ۹۰ لاکھ روپے میں خرید لیا، ایک طرف ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی اپنی ملکیت سے داد ودھش اور جائز عطایا نے انھیں ملوکیت کا داعی بنا دیا، اور وہ ناقابل اعتبار خلیفہ بن گئے معیار کی بلندی کا حال ملاحظہ ہو دوسروں کو ناپنے کے لیے، اور معیار کی پستی ملاحظہ ہو کہ معمولی مفاد کی خاطر بے خدا سیاست اور غدار وطن جلاوطن خاتون وزیر اعظم کے زلف کے اسلامی انقلاب کے دیوانے اسیر ہو گئے۔ یہ بھی ایک عجوبہ ہے اور تضاد کہ انقلابی اسلام کے معیار پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پورے نہیں اترتے لیکن الحادی سیاست اور بے دین سیاست داں کی سیاسی دوستی کے لیے منتخب ہو جاتے ہیں۔

یہ سب تماشے اور شیخ چلی نہاد مسخرہ پن کیا ہے یہ عصرانیت اور تحریکیت کا اثر اور نتیجہ ہے۔ اس انقلابی ذہن نے ہم عصر حکمرانوں اور حکمرانی سے بغاوت ونفرت کا رویہ اپنانے پر مجبور کیا اور انھیں جاہلیت کا نمائندہ اور جاہلی اعمال کو مرتکب بتلایا، موجودہ حکمراں کیا تھے اور کیا ہیں یہ سب پر عیاں ہے ان کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیئے یہ اصل سوال ہے ظاہر ہے نہتے ان سے لڑائی کرنا، بغاوت کرنا، عقل مندی نہیں ایسی حالت میں ان کے لیے ناصح امین بننا، مشیر مخلص بننا، مدبر اور دانش ور بننا زیادہ بہتر تھا، اور یہ بھی درباری سرکاری بن کر ہی نہیں انجام دیا جا سکتا تھا، دربار سے دور رہ کر بھی یہ ہو سکتا تھا لیکن پر امن حکیمانہ، مصلحت امت نصح وخیر خواہی، مشاورت مناصحت اور اصلاح ودعوت کے بجائے عصرانیت زدہ حضرات نے عصرانی وتحریکی تجربات کو اپنا کر اپوزیشن کا موقف اختیار کیا اور مخالفت وبغاوت کو جزء ایمان اور عین جہاد سمجھا، اور نئی نسل کو بغاوت کی راہ دکھلائی، نتیجہ یہ نکلا کہ پورے عالم اسلام میں بغاوت کے کانٹے اگ آئے مصر میں بغاوت شام میں بغاوت ، اردن میں بغاوت، الجزائر میں بغاوت، سوڈان میں بغاوت اور ہزاروں لاکھوں لوگ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور ناحق مسلمانوں کا خون بہا۔

یہی نہیں جہاں بھی جہاد ہو رہا تھا اس حزبیاتی ذھنیت نے وہاں جہاد میں لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور لاکھوں انسان کا خون بہا، اور اسحزبیاتی ذہنیت کے سبب مسلمان ضائع ہوا، افغانستان کو اسی ذہنیت نے تباہ وبرباد کیا، فلپین میں مندناؤ آج تک آزاد نہ ہو سکا، جہاد جیسا مقدس فریضہ حزبیات کا شکار ہو کر غیر مؤثر ہو گیا، فلسطین، کشمیر کی بھی یہی کہانی ہے اور حکمت یار جس کی کل کہانی امریکہ سے نفرت تھی یہی اس کی خوبی بھائی وہ تحریکیوں کا ہیرو بن گیا، دوسرے اوقات میں برہان الدین ربانی اور احمد مسعود ان کے ہیرو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور تینوں نے افغانستان کو تباہ کرنے میں سب سے زیادہ اہم کردار ادا کیا، بلا وجہ اس انقلابی ذہنیت کے سبب لاکھوں مسلمانوں کا خون بہا، لاکھوں لوگ بے خانماں برباد ہوئے، عصمتیں لٹیں، گھر اجڑے، بستیاں جلائی گئیں اور کھیپ کی کھیپ عصرانیت کا شکار ہوگئی، ان عصرانیوں سے قبل بھی جہاد ہوا اس دباؤ کے نتیجے میں استعمار بستر لپیٹ کر بھاگنے پر مجبور ہوا، ظالم کے خلاف یہ جہاد ہمیشہ ایک قیادت کے تحت ہوا، دس، بیس، چالیس فرنٹ اور احزاب جہاد کے نام پر بنے، اس بیسویں صدی کی عصرانیت نے جہاد مدارس، مساجد، دینی انجمنوں اور اداروں سبھی کو تحزباتی رنگ میں ڈبو کر رکھ دیا، اور نئی نسل کو بلا تفریق مسلک وقومیت تحزباتی بنا کے چھوڑا۔

تحریکی اتجاہ کی کمی یہی ہے کہ دیکھنے میں یہ بڑا دل کش ہے لیکن فی الواقع یہ ''تحسبه ماء وهو نار'' اور ''كسراب بقيعة يحسبه الظمان ماء'' کا مصداق ہے، اس اتجاہ سے سوچ، فکر کردار وسیرت کا بالکل انداز ہی بدل جاتا ہے، انقلابی اور باغیانہ ذہن رکھنے اور تہذیبی شعور کو ترجیح دینے کے بعد انسان کا کردار اور اس کی سیرت جو شکل اختیار کرتی ہے وہ باوقار نہیں رہ جاتی، اس کے اندر مروت کی بڑی کمی ہوتی ہے وفا وایثار کی قلت ہوتی ہے ایسے لوگ مفاد پرستی اور مادہ پرستی کی طرف مائل ہوجاتے ہیں، انقلابی وباغیانہ رجحان سے اسی طرح کی سیرت تشکیل پاتی ہے، ایسے لوگوں کے ساتھ ہمارا بہت تلخ تجربہ ہے اور بہت سے شخصی مشاہدے ہیں ان کو یہاں بیان کرنا تطویل کا باعث ہے، بات اتجاہ اور رجحان کے عام اثرات کی ہورہی ہے جو اتجاہ سے جتنا زیادہ متأثر ہوگا اس کے بقدر اس کی سیرت کی تشکیل ہوگی، البتہ اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کہ الناس معادن كمعادن الذهب والفضة خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام کا اسلامی اصول ہر دور میں اپنی جگہ برقرار ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاست

جب اطاعت کی راہ سے آدمی بھٹکنے لگتا ہے اور عصرانیت کی بنیاد پر اس کا تہذیبی شعور زیادہ اہم بن جاتا ہے اور تعبدی شعور کو مرجوحیت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ نصوص دین کے پیچھے چلنے کے بجائے انھیں اپنے پیچھے چلانے لگتا ہے، اور افکار عصر سے متأثر اپنے تشکیل شدہ فکری سانچے میں انھیں ڈھالنے لگتا ہے، یہی غیر شعوری خود کار عمل انسان کو چپکے سے اطاعت کی راہ سے ہٹا کر بغاوت اور انقلاب کی راہ پر لگا دیتا ہے، اور عصرانیت کا نشہ اتنا تیز ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اساطین مدہوشی سے نکل نہیں پاتے، اور دین کی توقیفی وتفصیلی راہ کو اس مدہوشی میں چھوڑ کر تعقل پرستی کے دامن میں پناہ لے لیتے ہیں حسب اصطلاح ''حکماء اسلام'' معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، خوارج، شیعہ، اشعری، ماتریدی اور آج کے استشراق زدہ مسلم دانش ور سب اسی نخچیر ستم کے شکار ہیں، ان کے لیے جواز کی راہ، نصوص کے دائرے میں استنباط واجتہاد کی تھی اگر وہ اس کا استحقاق واستعداد رکھتے تھے تو انھیں نصوص سے آزاد ہو کر دانش وری کرنے کی قطعاً شرعی اجازت نہ تھی نہ ہے نہ رہے گی۔

بہر حال اطاعت کے مذکورہ مفہوم کے برخلاف بغاوت کا راستہ اپنانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان پر اطاعت کے بعد جو اجتماعی وانفرادی ذمہ داری بنتی ہے وہ دعوت وتربیت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، لیکن اطاعت کی راہ سے ہٹنے کے بعد بغاوت کی راہ اپنانے اور عصرانیت کے شعور کے زیر اثر آنے کے بعد تحریکی اتجاہ اپنانے والوں نے سیاست کا راستہ اپنایا، اور اس کو امت مسلمہ کی ترقی وتقویت وکارفرماوکارآفریں ہونے کا اہم اور لازمی ذریعہ مانا، پہلا قدم غلطی کا تھا بغاوت کا، ثوریت کا، دوسرا قدم پہلی غلطی کا لازمی نتیجہ ہے یہ قدم دعوت وتربیت کی راہ چھوڑ کر سیاست کی راہ اپنانے کا ہے، سیاست کے عمل کا مطلب ہوتا ہے روزمرہ دنیاوی زندگی کے واقعات وحوادث میں الجھنا، ظاہر ہے دعوت وتربیت کی راہ سیاست کی راہ سے جدا ہے، موجودہ سیاست پیشہ کے طور پر دنیاوی ڈیلی حوادث کو جھیلنے سمجھنے اور ان میں الجھنے کا نام ہے، اسلامی اصولوں کی بنیاد پر انھیں صحیح راہ پر لگایا جاسکتا ہے اور اس کے نتائج فلاح وبہبود کی شکل میں نکل سکتے ہیں، لیکن دور حاضر کی علمانی جمہوری سیاست میں الجھ کر ایک عام مسلمان کی بھی شرافت داغ دار ہوسکتی ہے، مغرب بربریت اور جنگلی راج کے اندھیرے میں ڈوبا تھا پھر اس کے اندر خونخواری اور استعماریت آئی اور جب اس کا حل مشکل ہوگیا تو اس نے منافقت اختیار کرلی اور اُسے جمہوریت وڈیموکریسی کا نام دے دیا، آج کی مروج جمہوریت اور علمانیت خطرناک قسم کی گاڑھی منافقت ہے جس کا عنوان خوش نما ہے اور اس کے پیچھے غارت گری مکروفریب فساد جھوٹ اور عام پیمانے پر کرپشن کو جائز قرار دے دیا گیا ہے، اور اسی ٹائٹل کے تحت برائی کی ہر شکل کو مختلف خوش نما ناموں کے ساتھ جائز قرار دے دیا گیا ہے، اور وقفہ حکومت پارلیمانی سیاسی عمل اور پارٹی بنیاد پر بدل ضرور جاتا ہے لیکن دنیا کے گھٹیا ترین مکار، فریبی قاتل، زانی گنڈے بھوت بن کر عوام پر مسلط ہوجاتے ہیں، اور ملکی اسباب وذرائع کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں پبلک ڈیموکریسی کے نام پر جمہوریت کے نام پر چلاسکتی ہے کچھ کرنہیں سکتی، بیوروکریسی اور جاسوسی کی ایجنسیوں اور لاوآرڈر اداروں کا ایسا شیطانی جال بچھا ہوتا ہے کہ غارت گروں کے گریبان تک نہ قانون کا ہاتھ پہنچ پاتا ہے نہ انصاف پسندوں کا، ظالم کو ہمیشہ تحفظ حاصل رہتا ہے اس میں اکثریت کی بنیاد پر اقلیت کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برباد کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔

یہ ہے موجودہ سیاست مقامی طور پر بھی اور عالمی طور پر بھی، صرف بھونکنے کی اجازت مل سکتی ہے اور صرف وعدے مل سکتے ہیں اور یہی عین منافقت ہے، اس جمہوری سیاست میں معمولی کلرک آفس سے لے کر ایوان حکومت تک اور الیکشن سے لے کر وزارت کی کرسی تک اگر کسی چیز کو سب سے زیادہ نمایاں دیکھا جاتا ہے تو صرف اور صرف منافقت ہے، منافقت کی جتنی شکلیں ہوسکتی ہیں ساری کی ساری پارلیمانی سیاست میں بڑے معیاری طور پر موجود ہوتی ہیں، آج کا علمانی سیاسی اور آج کی سیکولر سیاست سبائی اور سبائیت سے ہزار گنا زیادہ خطرناک اور مکروسازش سے بھری ہے۔

اس منافقانہ سیاست کے سہارے اگر کوئی اسلامی انقلاب لانے کا خواب دیکھے تو وہ اسلامی انقلاب تو کبھی نہیں لاسکتا البتہ اس کی قلب ماہیت ضرور ہوجائے گی، اور امت اسلامیہ کا ایک بہت بڑا خسارہ ہے کہ تحریکی اتجاہ کے لوگ جو ملت کا ہم ترین سرمایہ بن سکتے تھے سارے عالم میں منافقانہ سیاست کے دلدل میں پھنس گئے ہیں، اور مختلف سیکولر نظریات اور تعامل کے درمیان اتنا تفاوت ہے کہ اتنا تفاوت اسلام اور وثنی جاہلیت عرب کے درمیان بھی نہ تھا، ایوان حکومت میں سیکولر قانون کے تحت کوئی بھی عوام کا نمائندہ بن سکتا ہے خواہ وہ ظالم ہو، لٹیرا ہو قاتل ہو، زانی ہو شرابی ہو، سودخور ہو، اور ایسا شخص وزیراعظم اور صدر مملکت بھی بن سکتا ہے جب کہ اسلام میں ایسوں کے لیے سیاسی عمل میں کوئی گنجائش نہیں، یہاں سارا معاملہ عوام کا ہے عوام کی حکومت، عوام کے لیے، عوام کے ذریعے، ابرہام لنکن کے یہ الفاظ مزامیر داؤد بن گئے ہیں، پھر یہ کہ سارے عوام کو بنے بنائے حزبیاتی آئین کے تحت پھکڑ پن کا میلہ لگانے اور نسلی قومی لسانی قبائلی و مذہبی تعصبات اور جھگڑوں میں الجھانے اور لٹنے لٹانے کے لیے سب کو آزاد چھوڑ دینا یہ ڈیموکریسی کی دین ہے، ڈیموکریسی میں سب روا ہے کسی کی اس آزادی پر قدغن نہیں لگایا جاسکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارلیمانی اختیارات کے ماتحت ہر طرح کا قانون بنایا جاسکتا ہے نئی نئی قانونی تبدیلیاں لائی جاسکتی ہیں، ظاہر ہے اسلامی شریعت میں نئی تقنین کی گنجائش نہیں ہے، اسلامی شریعت کے مطابق نوازل میں فیصلے لیے جاسکتے ہیں اور دائرہ شریعت ہی میں رہ کر جہاں اجتہاد کی گنجائش ہو وہیں مجلس شوریٰ کو اجتہاد کرنے کی اجازت ہے یا قابل اعتبار علماء کو اسکی اجازت ہے یا اگر گنجائش ہو تو مجلس اجماع کی راہ تلاش کرسکتی ہے، اور امور مباحات میں بھی عوامی بہبود انصاف اور توازن کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

سیکولر اسٹیٹ میں ڈیموکریسی کے اصولوں کے مطابق اس کی اقتصادیات کی بنیاد سود، قمار بازی فریب اور سرمایہ دارانہ جبر ہے اور یہاں سرمایہ دارانہ حقوق ملکیت اتنے بھیانک ڈھنگ سے وسیع ہوتے ہیں کہ سرمایہ دار ملک قوم ملی اداروں اور افراد بد کو اپنا گرویدہ بنا کر رکھتے ہیں، اور سارے استحقاقات اپنی مٹھیوں میں بٹور لیتے ہیں اور دو چار فیصد ملک کی دولت کے مالک بن بیٹھتے ہیں۔

جوڈیسری اور عدالتی نظام میں سارے قوانین انسان کے خودساختہ ہوتے ہیں یہی بہت بڑا کفر ہے، پھر یہ کہ انصاف اگر مل بھی جائے تو مہنگا ترین وقت طلب اور طویل ترین وقفہ بھی لگ جاتا ہے اس نظام عدالت میں جانتے بوجھتے بھی مجرموں قاتلوں، فسادیوں گنڈوں اور عام فساد وتباہی میں معروف ملوث غنڈہ عناصر کو تحفظ مل جاتا ہے، ان کے دفاع کے لیے وکیل مل جائیں گے انھیں کوئی قانون روک نہیں سکتا ہے، ایمان وضمیر کی بات عدالتی نظام میں لایعنی ہے، کالا کوٹ پہننے کے بعد وکیل کے لیے قانونا جائز ہے کہ جانتے بوجھتے وہ جھوٹا مقدمہ لے، جھوٹی گواہیاں پیش کرے اور قانونی داؤ پیچ کے بل پر مجرمین کو بری قرار دلوائے، اور اس عدالتی نظام میں ایسی ضمانتیں اور ایسے قانونی تحفظات ہیں کہ دولت مند اپنی دولت کے بل بوتے پر یا مجرم اپنی دلیری کے سبب ان ضمانتوں اور تحفظات سے بھرپور فائدہ اٹھا کر ہر طرح کے جرائم کر کے بچ سکتا ہے، ہر طرح کے غصب کے ذریعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکانہ حقوق قائم رکھ سکتا ہے، اور دوسری طرف حق دار اور انصاف کا طالب مظلوم بلا وجہ قانون کے ہتھے چڑھ سکتا ہے۔

سماجی زندگی میں استہلا کی مزاج اتنا بدترین بن سکتا ہے کہ انسان مادیت کا غلام بن کر رہ جاتا ہے اور اس کی کل بھاگ دوڑ ذاتی اہمیت سماجی حیثیت کے گرد گھوم پھر کر رہ جاتی ہے، حریص و خود غرض انسان استہلا کی ضروریات کا غلام بن کر رہ جاتا ہے، کمالیات اور جمالیات اور اسٹیٹس کے چکر میں وہ ایسا پھنستا ہے کہ اس دلدل سے نکلنے کی اس کے لیے گنجائش رہ ہی نہیں جاتی ہے، اور ضروریات کی غلامی میں رات دن ایسا پستا ہے کہ اس کی توجہ حقوق کی ادائیگی کی طرف جا ہی نہیں پاتی وہ سارے انسانی اقدار، انسانی حقوق کائناتی قومی اور دینی حقوق بھول ہی جاتا ہے۔

سیکولر اسٹیٹ کی تعلیمی پالیسی قومی اور غیر دینی ہوتی ہے، یعنی وہ اس تعلیم کا ذمہ دار ہوتا ہے جس کا تعلق دین سے نہ ہو اور جس کا تعلق قوم کی تاریخ اور کلچر سے ہو، اور کلچر کے نام پر ان تمام کاموں کو بھی نئی نسل کے لیے دہرایا جاتا ہے اور باعث افتخار سمجھا جاتا ہے جو جنون و مستی کی حالت میں سرزد ہوئی ہوتی ہیں، نئی نسل کو بس اس کی تعلیم دی جاتی ہے کہ کیسے کمائے پیٹ بھرے اور کیسے اپنی مادی زندگی گزارے، اور کیسے ناچے گائے بقیہ انسانی اقدار تک کی تعلیم کے لیے اس کے پاس جگہ نہیں گو وہ فطری ہوتے ہیں، اور رہے فیملی اقدار، فردی اقدار، دینی اقدار، کائنات ماوراء کائنات کے حقائق اس کائنات میں انسان کا کردار اور پھر اس کا انجام یہ اس کی تعلیمی پالیسی سے خارج ہیں یہ ذمہ داری انسان کی اپنی ذاتی ہے جس میں قانونا اسٹیٹ دخل نہیں دیتا۔

سیکولر ہونا ہی دین کی بربادی کا سبب ہے اور پھر مداخلت تو جاری ہی رہتی ہے خاص کر اقلیتوں کے مذاہب میں اور اُن کے کلچر میں، اور اس مداخلت کو اسٹیٹ کسی بھی وقت آسانی سے جائز قرار دے لیتا ہے، انفرادی طور پر جمہوریت میں انسان بالکل آزاد ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کوئی بلا عقیدہ و عمل یا بد عقیدہ و بد عمل فرد یا فیملی آزادی سے رہ سکتی ہے۔ فردی اقدار کے سلسلے میں ملحد دین بیزار، سماج بیزار، ننگا بے حیا جو چاہے بن جائے اس کی ذاتی زندگی میں یا ان امور میں سماجی زندگی میں کسی کو مداخلت کا حق نہیں ہے، جو بھی برائی چاہے کرے اگر قانون اس پر خاموش ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا نہ اس پر کوئی قید و بند لگا سکتا ہے، بلکہ وہ ننگے پن کو بے حیائی کو الحاد کو پھیلا سکتا ہے اور اسے قانونی تحفظ اور قانونی حق مل سکتا ہے، سماج پر اس کی حرکتوں کا کیا اثر پڑے گا اس کے متعلق اس کی باز پرس نہیں کی جا سکتی ہے، یہ ہے ڈیموکریسی کا نظریاتی روپ، اور عملی روپ تو گاڑھی منافقت سے تعبیر ہے اور ہوس زر واقتدار ہے، اس کا روپ عام لوٹ عام فساد اور ظلم کا بھی ہے، ظاہر ہے عملا اس میں فردی طور پر لوگوں کو شر و فساد الحاد و شرک فسق و فجور کے لیے قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے، انھیں صرف بھونکنے کی اجازت رہتی ہے اور بسا اوقات عناصر شر انھیں گونگا بہرا بھی بنا دیتے ہیں، اس سیاسی فکر و عمل اور اس کے نتائج کے پس منظر میں قلب ماہیت بھی ہو جاتی ہے، تحریکی انسانوں کی اس سیاسی عمل میں ان کا چہرہ بھی بگڑ گیا وہ اپنا سبق بھی بھول گئے، انھیں سارے عالم میں اخوتِ اسلامیہ کی وحدت کا سبق بھی نہ یاد رہا، مقامی سیاست میں الجھ کر وہ سب کچھ بھول گئے، اور اپنا طرۂ امتیاز اسلامی انقلاب اور اسلامی وحدت تک بھلا بیٹھے سیکولر سیاست کی قباحتوں کو دیکھتے ہوئے اس نظام اور اس نظام ملک میں حصہ داری اور وہ بھی صحیح دینی ترجیحی کام مان کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ اس کے لئے جواز ہی کہاں باقی رہ جاتا ہے کہ الیکشنی سیاست میں شریک ہو کر انسان ارتداد فکر و سوچ کا شکار بنے۔ اس طرز سیاست سے انسان کس خیر کی امید وابستہ کر سکتا ہے، پہلے مرحلے یعنی بغاوت میں فکر و فن بنتا ہے اور سیرت و کردار کا سانچہ بنتا ہے دوسرے مرحلے میں یعنی سیاست اور سیاست کاری میں سیرت و کردار بھی بنتا جاتا ہے، اور روزمرہ زندگی میں تعاملی زندگی و تصرفاتی زندگی میں نشاط و حرکت کی زندگی میں انفرادی و اجتماعی زندگی میں بغاوت کے افکار کی بنیاد پر سیرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکردار پختہ ہوتا ہے اور عملی پیش رفت بھی ہوتی ہے۔ اور عصرانی ذہن واتجاہ کامل شکل میں تشکیل پاتا ہے۔

دورِ حاضر کی سیاست کے خصائص میں جو چیز داخل ہے وہ ہے عداوتِ دین، کذب وافتراء، منافقت، گروپ بندی وحزبیت، مخالفت برائے مخالفت، احتجاجی نعرے اور پروپاگنڈا، جس سیاست کی پہچان یہ ہو اس کا انجام کیا ہوگا اور قلوب واذہان پر اس کے اثرات کیا پڑیں گے، ظاہر ہے یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ ایسی سیاست میں الجھنا نہایت خطرناک ہے اور یہ انفرادی اخلاق وکردار کے لیے انتہائی مہلک ہے اور سماجی اقدار خیر کو مکمل طور پر برباد کردینے کے لیے نہایت مؤثر ہے، روزمرہ زندگی میں جن کی ترجیحات میں یہ داخل ہوجائیں اور جن کے پروگراموں میں یہ شامل ہوجائے اجتماعی وتنظیمی طور پر ان کے اندر دینی ضعف وانحلال کا پیدا ہوجانا لازمی ہے، اور دینی ضعف وانحلال عقیدہ اور عمل میں ہر ایک زوایۂ دین میں راہ پائے گا بلکہ علمی ودینی کاوشیں بھی اس کے سبب بہت زیادہ متأثر ہوجائیں گی، اور آدمی کا دینی جذبہ سرد ہوتا چلا جائے گا اطاعت وبندگی ثانوی حیثیت اختیار کرے گی، انسان کے خودساختہ کاغذی وعملی پروگرام ہی اس کی توجہ والتفات کا مرکز بن جائیں گے، انسان ہر شئی کو سیاسی نظر سے دیکھنے کا عادی بن جائے گا اور سارے دین کو اسی رخ پر لے جانے کی کوشش کرے گا۔

حزبیت اور پارٹی بندی کا نقصان واضح ہے کہ حزبیت سے متاثر انفرادی وتنظیمی طور پر انسان اپنے گرد تفرق، خودغرضی اور مفاد پرستی کی لکیر کھینچ لیتا ہے، اس کے مفادات اس کے سوا دیگر اجتماعی اکائیوں سے اور افراد سے جدا ہوجاتے ہیں، اس کی سماجی ودینی ترجیحات غیروں کی ترجیحات سے جدا ہوتی ہیں، اس کے سارے تحرکات اس کی ساری بھاگ دوڑ اس کے اپنے تحزباتی حصار کے اندر ہوگی حتی کہ دوسرے اگر حزبیت زدہ گروہ اور افراد سے تعاون کرنا چاہیں تو گروہی مفادات کے متوالے ان کا غیر مشروط تعاون بھی اسی وقت قبول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں جب اس پر انھیں حزبیت کا رنگ چڑھانے کا پورا پورا اختیار ملے، حزبیت زدہ افراد و تنظیمات کو اپنا مفاد دیگر سارے مفادات سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔

حزبیت تفرق فساد غیر اخلاقی و غیر اصول تبدیلی رائے و موقف کو جنم دیتی ہے، حزبیت اسلام کے تصور وحدت اور تصور امت کے سراسر خلاف ہے، حزبیت وقتی مفادات کے لیے اپنے حصار فکر و نظر ترجیحات و تجربات کے اندر رہ کر ہی دوسروں کو بٹورنے کی کوشش کر سکتی ہے اور دوسروں کے ساتھ ایک اسٹیج پر رنگین حزبیت کا ہی عینک لگا کر بیٹھ سکتی ہے، اگر اسے اس کے رنگ سے جدا رنگ دکھلائی دے تو اسے اتحادی اسٹیج سے اترنے میں دیری نہیں لگے گی یا پھر زیر زمین تحرکات اور سازشی و مخدوش عمل سے اسے کوئی روک نہیں سکتا، تنظیمی لائحہ عمل پروگرام اور خانہ ساز فلسفوں یا مفادات کے تحت گروپ بندی مسلمانوں کے لیے زہر ہلاہل ہے اور مسلمانوں کو جتنا اس گروپ بندی، اور عین اسلام سے الگ پہچان بنانے نے نقصان پہچایا ہے اتنا کسی بیرونی دشمن کی نسل کشی اور عام تباہی سے انھیں نقصان نہیں پہنچا۔

حزبیت کا مزاج بننے کے بعد آدمی کے اندر کئی سلبی باتیں ابھر آتی ہیں، حزبیت انسان کو اوتھلا اور سطحی بنا دیتی ہے اس کا خاصہ ہے کہ مرگی کی مانند حزبیت زدہ انسان کو پٹختی دیتی رہتی ہے، ایسا شخص فکر میں سطحی بے صبرا، ردعمل کا شکار کوتاہ اندیش اور خود بیں بن جاتا ہے، اس کی نگاہ چھوٹے مسائل چھوٹے مقاصد اور بسا اوقات بے کار اور بلاوجہ کے مسائل، فتنوں اور بے مقصدیت میں پھنس کر رہ جاتی ہے، دوسروں کے ارادوں اور نیتوں پر ہمیشہ اشتباہ کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے، دوسروں کے اعمال و افکار پر ردعمل کا اظہار کرتا رہتا ہے یا ردعمل کے ادھیڑ بن میں ہمیشہ لگا رہتا ہے اس کی نفسیات پر اسی کا غلبہ رہتا ہے۔

حزبیت آنے کے بعد فرد و تنظیم سازشی بن جاتی ہے، ذہنیت سازش کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے اور سماج میں ہر جائز یا ناجائز طریقے اپنے مفادات کے حصول کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرتی ہے، حیلہ مکر صحیح اور غلط پلاننگ کے ذریعے دوسروں پر تغلب حاصل کرنے کا اس کے اوپر دہن سوار رہتا ہے، منفی انداز سے دوسروں پر اثر انداز ہونا دوسروں کو باہم بھڑانا، جھوٹا پروپیگنڈا کرنا، دوسروں کی کمزوریوں کا غلط استعمال کرنا، جن کو مخالف مان لیا گیا ہے ان کے درپے رہنا اور ہر حربے کو استعمال کر کے انھیں نیچا دکھلانا، عدل وانصاف کو چھوڑ کر غیر جانب دار بننے کی کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ سب سازش میں شامل ہیں اور تحزب پسند متحرکین کا عیاں ونہاں یہی ہے، فکر وعمل یہی ہے، رات دن کا یہی دھندا رہتا ہے۔

سیاسی عمل کا راستہ اپنانے کے بعد مزاج وذہن لازمی نتیجے کے طور حزبیت کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے اس کا دولازمی نتیجہ ہوتا ہے مقاصد، خواہ وہ مقاصد امت ہوں یا مقاصد تنظیم ہوں یا مقاصد افراد ہوں جب خطرے میں ہوں یا ان کے حصول کی بات ہو تو اسٹریٹ پر اتر آنا اور ہڑبونگ مچانا نعرے لگانا چلانا اسٹرائک کرنا مرد وعورت سب کو اس میں شریک کرنا معمول بن جاتا ہے، پانچ چھ دہائیوں سے اس ہڑبونگ کا مشاہدہ ہورہا ہے اس ہڑبونگ کا نتیجہ عام طور پر زیرو دیکھا گیا ہے کچھ ذہن ودماغ اس ہڑبونگ کے زیر اثر آجائیں تو آجائیں لیکن ہر حال میں ہڑبونگی مزاج استقرار مفاہمت، سنجیدگی اور وقار سے بعد اختیار کرنے پر مجبور ہوگا، ہڑتال، ہڑبونگ اسٹرائک نعرے بازیاں یہ سب فقط سیاسی ذہن کے بھنگ دھتورے ہیں، ان کے منفی اثرات زیادہ ہوتے ہیں مثبت بہت کم اور عمل کے بجائے جذبات کا سوڈا انسان کے اندر بھر جاتا ہے اور ملی پروگرام بنانے کے بجائے یا واجبات کو پورا کرنے کے بجائے انسان ذاتی وملی غفلت تباہی اور بربادی کے راستے پر لگ جاتا ہے۔

سیاسی عمل کا راستہ اختیار کرنا اور اسے دین کے فروغ کا اہم ذریعہ سمجھنا اس لیے بھی درست نہیں ہے کہ اس راہ میں مخالفت برائے مخالفت یا اپوزیشن کا رول ادا کرنا اشد ضروری ہے، تصور امت ہے کہ امت ایک ہے دینی جواز کے بغیر مخالفت برائے مخالفت یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاغذی دستور، نصب العین اور تنظیمی اہداف و پروگرام کی بنیاد پر بے وجہ مخالفت یا دین کی مخالفت یا دین داروں کی مخالفت، نصوص کی مخالفت میں اتحاد امت کی کوششیں غلط ہیں، سیاسی عمل کا راستہ اپنا کر تحریکی اتجاہ کو سیاسی موقف ہی اپنانا پڑے گا دینی موقف اپنا کر وہ چل ہی نہیں سکتا، کسی بھی پیمانہ حق و ناحق سے قطع نظر تحریکی وہی کہے گا جو تنظیم کہے گی خواہ تنظیم صحیح کہے یا غلط، تحریکیوں کے روزمرہ تصرفات چھوٹے سے لے کر بڑے مسائل تک سبھی میں پارٹی بنیاد ہوتی ہے اور اپنے تصرفات و موقف کی تائید میں شریف سے شریف تحریکی کو بھی جھوٹ افتراء اور پروپیگنڈے کا آسانی سے شکار ہوتے بلکہ اس کا پرچار کرتے بار بار مشاہدے میں آتا رہتا ہے۔

سیاسی عمل کا راستہ اختیار کرنے کے بعد کسی بھی دینی تنظیم کے لیے جو عصرانی و تحریکی رنگ رکھتی ہو یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی دینی موقف پر قائم رہ سکے، اس کے فکر و نظر میں اتھل پتھل سیاسی حالات کے اتھل پتھل کے سبب لازمی ہے، دینی موقف کے لیے ''الحب للّٰہ والبغض للّٰہ'' کا اصول محکم ہے یہاں ''الولاء والبراء'' کا عقیدہ ہے لیکن سیاست کہتی ہے سیاست میں کوئی مستقل دوست یا دشمن نہیں ہوتا ہے، سیاسی مفادات کی خاطر لوگوں سے دوستی و دشمنی کا موسم بدلتا رہتا ہے، تحریکی اتجاہ کا یہی حشر ہوا اس کے سامنے وقتی مفادات رہے اور قدم قدم پر داخلی و خارجی تمام وقائع میں اس کا موقف مذبذب رہا اور پارٹی مفاد اور تنظیم کے ضوابط و اصول کار ہا دین کا نہیں۔

پہلے بیان ہوا کہ خود قائد اتجاہ پہلے کانگریسی تھے گاندھی کی سوانح حیات لکھنے جا رہے تھے پھر مسلم لیگی بنے پھر ٹھیٹ اسلامی بنے، پھر جمہوری بنے اور آخری میں اس کے قائل ہوئے کہ دعوت و تربیت کی راہ ہی صحیح راہ ہے، سیاسی راہ دین کے فروغ کے لیے بالکل مہلک ہے اور ہندوستان کے لوگ پہلے ٹھیٹ اسلامی تھے ووٹ دینا حرام بتاتے تھے اور ووٹ دینے کے سبب اہل حدیثوں کو مشرک گردانتے تھے، مجھے ان علماء کرام کے نام معلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو تحریکی اتجاہ رکھنے کے سبب مستند عالم ہونے کے باوجود اس طرح کا فتویٰ جڑتے تھے اور اپنے خطابات میں ایسی باتیں کہتے تھے۔ ایسے لوگوں سے سوال کیا جانا چاہئے کہ تحلیل وتحریم کا کیا آپ نے اپنے گھر کارخانہ کھول رکھا ہے۔

علماء جماعتوں اور تنظیموں کے بارے میں ان کے خیالات اور رایوں کی تفصیل گزری، سیاست کی راہ سے ان تحریکیوں نے مفادات کے تحفظ کے لیے دین بیزار سیاسی پارٹیوں سے سودے بازی کی اور لینے دینے کے اصول پر ان سے ساز باز کرنے میں عار نہیں محسوس کیا، یہی موجودہ سیاست کی طبیعت ہے، تقویٰ شعار اور عابد شب زندہ دار بھی اگر اس میدان میں قدم رکھے اور اس سیاست کے داؤ پیچ اختیار کرے گا تو اسے لازماً ان داؤں پیچ کو اختیار کرنا ہی ہوگا اس کے بغیر ان کا ایک قدم بھی اٹھ نہیں سکتا لازماً اسے بھی سودے بازی اور ساز باز میں ملوث ہونا ہی ہوگا۔

ان تحریکیوں نے سیاست کو جہاں بھی کاروبار بنایا ان کی اسلامی دانش مندی ختم ہوئی، ان کا اسلامی نظریہ تباہ ہوا اسلامی وحدت کا جذبہ سرد پڑ گیا، بلکہ نظروں سے اوجھل ہو گیا، مصر سوڈان، اردن، کویت، پاکستان، شام اور الجزائر میں ان کے سیاسی الجھاؤ اور سیاسی عمل ہمارے اس دعوی کی منہ بولتی تصویر ہیں، اور کہیں ان کا سیاسی عمل بار آور نہیں ہوا ہر جگہ نقصان ہی نقصان ہوا، جانی، مالی، سیاسی اور دینی نقصان جو ہوا سو ہوا خود اس کے غلط اثرات قلوب واذہان پر ایسے برے پڑے کہ ان کی قلبِ ماہیت ہوگئی اور ان کی پیش بینی دینی جذبہ طرز عمل اور طرز فکر سب کچھ بدل کر رہ گیا۔

ہر جگہ نظام ڈیموکریسی کا تھا یا ڈکٹیر شپ کا، اس نظام کے تحت سیاسی عمل شروع کرنا خود ایک ملعون کام ہے اور اسلام کی تعلیمات کی سراسر مخالفت، اور سراسر مخالف اسلام سیاسی اقتصادی تعلیمی اور سماجی وفردی اصول وضوابط کا ہر کارہ بننا ہے یہ کہاں تک درست ہے اور بھلا ایسے عمل میں کیا برکت ہوسکتی ہے، اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے جو خیر کے خلاف ایمان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف انسانی واخلاقی اقدار کے خلاف ہو۔

اس سیاسی عمل نے تحریکیوں کو اسلامی خدام کے بجائے سیاسی مخلوق بنا دیا جس کا رخ اور جہت سراسر سچائی اور اچھائی کے خلاف جاتا ہے اور اس عمل سے جو فوائد حاصل بھی ہوتے ہیں وہ محض مادی اور دنیاوی ہوتے ہیں۔

جہاد ایک مقدس فریضہ ہے لیکن سیاست کاری نے اسے پامال کر کے چھوڑا، جہاد افغانستان بیسویں صدی کا سب سے زیادہ نتیجہ خیز عمل تھا اس میں سارے عالم سے آ کر مسلمانوں نے شرکت کی اور خاص کر ان مظلومین کا اخلاص رنگ لایا جو اخلاص جہاد سے شرسار تھے، اور افغانستان ہی نہیں آزاد ہوا بلکہ ساری دنیا سے اس جہاد نے کمیونزم کا جنازہ نکال دیا، اور آدھی سے زیادہ دنیا کو اس بے رحم لعنتی نظام کی غلامی سے آزادی ملی، یہ تو مخلصین کے مخلصانہ جہاد کا نتیجہ تھا، لیکن افغانستان کے خونخواروں نے کیا کیا اس سیاستکاری نے یہ کیا کہ ایک عبداللہ عزام ہوا کرتے تھے جن کو اللہ نے خلعت شہادت سے سرفراز کیا، افغانستان میں رہ کر انھوں نے حزبیاتی سیاست شروع کی اور انھیں کے ایک تحریکی عرب سرپھرے نے شیخ جمیل الرحمان کو شہید کر دیا، اور وہ گلبدن حکمت یار جو پاکستانی تحریکیوں کا ہیرو بن گیا تھا، اس نے ہیروئن اور چرس بیچنے والے مجرموں کو ساتھ ملا کر صوبہ کنر کی اسلامی حکومت کو تباہ کر ڈالا جب کہ افغانی بھیڑیوں کی مجلس شوریٰ کے فرامین کے تحت کنر کی اسلامی حکومت تشکیل پائی تھی، اس حکومت کے گرنے کے بعد تحریکیوں کی سیاسی مخلوق یہ کہتی پھرتی تھی کہ ارے کنر ایک چھوٹی سی جگہ تھی اس کی حکومت گر گئی تو کیا ہوا، انھیں یہ کفریہ بات بے حیائی اور ڈھٹائی سے اس لیے کہنی پڑی کہ اس وقت گلبدن حکمت یار ان تحریکیوں کا چہیتا بن گیا تھا، ہمارے ایک شاگرد عزیز جو اتفاق سے تحریکی بن گئے ہیں یہ حضرت بھی کہتے تھے کنر کی حکومت کیا حکومت تھی ایک چھوٹے سے علاقے پر اور بس، میں نے عرض کیا کہ نصف صدی سے تحریکی اسلامی حکومت قائم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا ہڑبونگ مچائے پھرے شیخ چلی بھی بنے جوہا کا کردار بھی بنے لیکن کہیں ایک گاؤں پر بھی اسلامی حکومت قائم نہ کر سکے، اس وقت شیخ جمیل الرحمٰن کے حادثہ شہادت اور کنر کی اسلامی حکومت گرنے کا اتنا دکھ تھا کہ دسویں ذی الحجہ کو جب جمرۂ کبریٰ یا شیطان اکبر کو کنکری مار کر واپس کیمپ میں آیا تو انھیں شاگرد عزیز نے سوال کیا کنکری مار آئے، میں نے کہا ہاں اور اگر گلبدن حکمت یار ملتا تو اسے بھی شیطان اکبر سمجھ کر کنکری مار آتا، تحریکیوں کی سیاست کاری اور ہذا ربی ہذا اکبر کے تحت عجب موقف بدلتا رہا، یہ پہلے برہان الدین ربانی کے عروج کے دور میں اسے ہیرو مانتے رہے پھر جب احمد شاہ مسعود کا نام چلا تو اس کی ترچھی ٹوپی کی طرح ان کی چال میں تبختر انہ کجی آ گئی اور اسے اپنا ہیرو گردانے لگے، اور جب گلبدن حکمت یار ۷۰ ہزار فوج کے دعویٰ کی بنیاد پر چھایا تو یہ اُن کا ہیرو بن گیا، اور پھر یہی تینوں بدکردار ایسے لڑے اور افغانستان میں وہ تباہی مچائی کہ سویت یونین کے ریچھ ان کے خونخواری کے مقابلے میں بونے بن گئے، صرف ایک رات میں حکمت یار نے کابل پر پانچ سو میزائل برسائے اور آخر کار ان غداروں نے لاکھوں شہیدوں کے خون کے ساتھ غداری کی، ہزاروں بیواؤں کے آنسوؤں سے انھوں نے غداری کی محض ذاتی مفادات کی خاطر، اور آخر انھیں غداروں کی غداری کے نتیجے میں افغانستان تباہ ہو گیا اور ایک اسلامی حکومت کو دنیا کے قزاقوں نے تباہ کر دیا اور ان کی جگہ ایک لادینی حکومت قائم ہو گئی اور پھر ساری دنیا کے دین پسند مسلمان مجرم بنا دیئے گئے۔

جس وقت جہاد افغانستان شروع ہوا تھا ابتدا میں ایسا لگتا تھا جیسے افغانستان کے جہاد پر تحریکیوں کا اجارہ ہے اور کل ان کے لوگ ہی جہاد کرتے ہیں، اور تبختر کا عجب حال تھا منی میں توعیہ اسلامیہ میں شیخ ربیع نے توحید کے موضوع پر خطاب کیا اور مظاہر شرک کی تردید کی تو خلیل حامدی صاحب برافروختہ ہو گئے اور اس مقرر کی بے وجہ تردید کرنے لگے، اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ تم فرعیات پر تقریر کرتے ہو جب کہ افغانستان میں جہاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو رہا ہے، جہاد کی بات کرو، بعد میں ڈاکٹر سلامہ نے اس جارحانہ گفتگو اور احمقانہ ناروا چیخ وپکار کا مناسب جواب دیا، سیاست کاری نے جہاد کا تقدس برباد کیا اور اسے سیاسی تحزب کے دلدل میں ڈھکیل دیا، اس وقت سعودیہ میں جہاد کے لیے یہ جذبہ تھا کہ حکومتی سطح پر اعلان ہوتا تھا کہ حکومت کے تمام کارندے حتی کہ وظیفہ پانے والے طلباء بھی اپنی تنخواہ اور وظیفے کا دس فیصد افغانی جہاد میں دے دیں، اور یہ تحریکی مجاہدین اس کے باوجود بلا وجہ چمپین بنے پھرتے تھے، اور پھر یہی کھوکھلا دعویٰ کرنے والے اور دین کی تجارت کرنے والے قائدین آگے چل کر جہاد کو سبوتاز کرنے کا سبب بنے۔

اس سیاست کاری نے رسوائی کے کیسے دن مسلمانوں کو دکھلائے ہیں اس کا اندازہ انھیں کو ہوگا جنھوں نے ساتویں آٹھویں دہائی کا دور دیکھا ہے، ۷۹ میں خمینی صاحب فرانس کی جلاوطنی سے ایران واپس آئے اور دنیا میں عیاروں نے کہرام مچادیا، اسلامی انقلاب آگیا اسلامی انقلاب آگیا، اور اس کہرام کو سن کر تحریکی بھی ڈگڈگی بجانے لگے اسلامی انقلاب آگیا، اور پھر تہران کا طواف ہونے لگا بدھائی دی جانے لگی، اس خالص شیعہ دشمن سنت واہل سنت کی حمایت میں ایک دہے سے زیادہ دنیا کے تحریکی بولتے اور لکھتے رہے اور اتنا بولا اور اتنا لکھا اور ان کا پرچار کیا کہ اگر ان کا ریکارڈ رکھا جاتا تو اس باطنی تحریک کی حمایت میں ان سیاسی مخلوقات کی ساری تگ ودو پر یہ بے جا طرف داری میں ڈوبی تحریریں بھاری ہوتیں، اف کیا طنطنے کا زمانہ تھا خمینی رہبر اللہ اکبر کے نعرے سے فضا کثافت آلود تھی، اور تحریکیوں کے وہ نوجوان جن کے پاس ''سیدی مودودی'' کے نعرہ کے سوا اور کوئی شعور نہ تھا اس طرح نتھنے پھیلائے نرخروں سے آواز نکالتے پھرتے تھے کہ ان کا بھاؤ نہیں ملتا تھا، یہی اہل سنت ہونے کا دم بھرنے والے تحریکی نوجوان سارے جہاں میں ایسی ایسی قلابازیاں کھا رہے تھے اور ایسی زرد صحافت مہیا کر رہے تھے کہ الامان والحفیظ، ان کے رگوں میں خون کے ساتھ خمینی دوڑتا تھا اس کی تحریرات کو اردو میں منتقل کر کے شائع کیا جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، ایران کے پروپیگنڈہ چھتڑے تحریکیوں کے علماء[1] تک کے لیے صحف سماوی بنے ہوئے تھے، اور کذبات، افتراءات اور ادعاءات تشیع کی غور سے تلاوت کرتے تھے، جب کہ خمینی کی انھیں کتابوں میں جن کے ترجمے پاکستان میں تفصیلا اور ہندوستان میں تلخیصا سیاسی مخلوق نے شائع کیے، کائنات بشر میں انبیاء کے بعد سب سے بزرگ انسان اور یار غار حضرت ابوبکر اور خلیفہ ثانی وثالث حضرت عمر اور حضرت عثمان کو گالیاں دی گئی ہیں، اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کہا گیا ہے کہ مہدی آئیں گے تو انھیں زندہ کر کے سنگ سار کریں گے اور بار بار زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے، شیخین کو اس نے جبت وطاغوت بتلایا انھیں خیالات کی بنیاد پر علماء ثقات نے اس کی تکفیر کی ہے، یہ خود کو شعوری مسلمان کہنے والی سیاسی مخلوق ہر نازلہ میں بے شعوری کا مظاہرہ کرتی رہی اور دین میں اپنی عدم ثقاہت اور کم فہمی اور بے دانشی کا مظاہرہ کرتی رہی، اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ کئی صدور اور وزراء اعظم کے آنے جانے کے بعد موجودہ صدر[2] اور ایرانی باشندے خمینیت کے خط تشیع سے ہٹ کر امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تیار نظر آرہے ہیں۔

جب خمینی ختم ہوا تو صدامی فتنے نے نیا موڑ لیا کل تک وہ خمینی استعماری عزائم کی راہ میں رکاوٹ تھا کہ وہ اہل سنت کے علاقے ہتھیا نہ سکے، جب اس کا تصادم مقابلہ اہل سنت بمقابلۂ شیعہ تھا تب یہ سیاسی مخلوق تشیع کی محبت میں آہ بھر رہی تھی اور اصلاحی کوششوں اور صدام کی گزارشوں کے باوجود خمینی جنگ بند کرنے کو تیار نہ ہوا، خود ٹوٹ پھوٹ گیا، معیشت

---

(۱) ہمارے ایک بزرگ رحمانی عالم تھے مدرسہ سراج العلوم بونڈھیار میں پڑھاتے تھے اتفاق سے تحریکی تھے، رات میں خمینی پروپیگنڈوں کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کرتے تھے گو بخاری کا مطالعہ نہ ہو سکے اور تدریس کا حق ادا نہ ہو، اس فرشتہ صورت عالم کا یہ حال تھا تو پھر دوسروں کا کیا حال ہوگا اندازہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۲) یہ محمد خاتمی کے دور کی بات ہے۔ موجودہ صدر محمود احمدی نژاد بظاہر اسرائیل وامریکہ سے خم ٹھونک کر لڑنے کے لیے تیار نظر آتے ہیں مگر پس پردہ امریکی پالیسی اور ایرانی پالیسی میں اہل سنت کے متعلق یکسانیت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برباد کردی، نئی نسل کو تباہ کر دیا تو خود ہی اس نے جنگ بند کی، اس کے باوجود سیاسی مخلوق خمینیت کی حمایتی بنی رہی یہ مخلوق اس وقت بھی اس کی حمایتی بنی رہی جب اس ''اسلامی انقلاب'' کے آنے کے بعد ایران سے تمام اہل سنت مٹا دیئے گیے، ان کی مسجدیں ڈھادی گئیں سکھوں کو گردوارہ بنانے کی اجازت رہی لیکن اہل سنت کو مسجد بنانے کی اجازت نہ رہی اور سارے علماء شہید کر دیئے گئے۔

اور جب صدامی فتنہ بڑھا اور اس نے خود اپنے محسنوں کے گلے پر چھری رکھ دی کویت پر قبضہ کر لیا اور سعودیہ کی سرحد پر ستر ہزار فوج لگا دیا اور حملہ کے لیے بے تاب تھا اس وقت یہ سیاسی مخلوق صدام کی حمایتی بن گئی، اور اکثر تحریکی صدام کے حق میں نعرے لگاتے پھرے اب صدام ان کا ہیرو بن گیا، مسئلہ ناجائز قبضے کا تھا ساری دنیا صدام کو سمجھاتی رہی، کویت چھوڑ دے لیکن یہ عجوبہ مخلوق نفع وضرر یکساں سمجھنے والی ٹس سے مس نہ ہوئی، اسے کون کویت سے نکالتا؟ عالم اسلام اسے نکال سکتا تھا؟ یہ سیاسی مخلوق اُسے نکال سکتی تھی؟ جب تمہارا کوئی نظم نہیں تو کس بل بوتے پر چلاتے رہے، آخر کار اقوام متحدہ کے کفن چور کام آئے اور قزاقوں کو گوارا کرنا پڑا، اگر کسی کی جان جائے گھر جلے بہو بیٹیوں کی عزت لٹے تو جو مددگار مل جائے آدمی مجبوراً اس کے سہارے اپنی جان مال اور عزت کی تحفظ کے متعلق سوچے گا، یہ بنیادی مسئلہ ہوتا ہے سیاست بعد میں چلتی ہے صدامی فتنہ جس سے خلیج کے مسلمانوں کا تین کھرب ڈالر کا نقصان ہوا یہ ایک فتنہ عظیم بن گیا، اس کو اس لیے تیار کیا گیا تھا کہ اسرائیل کے لیے رعب بن جائے اسے اس لیے نہیں تیار کیا گیا تھا کہ اس سے خلیج برباد ہو جائے، خلیج کی دولت ختم ہو جائے خلیج کی دینی دعوت اور دینی قوت ختم ہو جائے، لیکن پھر بھی یہ تحریکی صدام کی حمایت میں اچھلے پھرے حتی کہ وہ گلبدن حکمت یار جو سعودیہ کی حمایت پر چلتا رہا ابھی بھی چل رہا تھا، صدام کا حمایتی بن بیٹھا اور اپنی ستر ہزار فوج صدام کی حمایت میں بھیجنے کے لیے صدام سے اس نے گزارش کی، اور محسن کشی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور احسان شکنی دیکھئے کہ سعودیہ کی علمی اخلاقی اور مادی حمایت اور تعاون کی بنیاد پر ساری دنیا کے تحریکی سارے عالم میں پھولے پھلے اور بارآور ہوئے حتی کہ ڈھنگ ڈھنگ حیلوں بہانوں سے قردی و جماعتی طور پر انھوں نے اس سے استفادہ اور آٹھویں دہائی میں اس سیاسی مخلوق کا نخرہ ایسا تھا جیسے سعودیہ کے اندر ان کی اجارہ داری ہے، لیکن ہر موڑ پر انھوں نے اس کی مخالفت کی سامنے ہاں میں ہاں ملاتے پھرتے اور پیٹھ پیچھے گالیاں دیتے رہتے اور اس کے دشمنوں سے ہاتھ ملاتے رہتے۔

جب قلب و ذہن کسی خاص سانچے میں ڈھل جائے اور سیاست کاری کو انسان اپنا دین ایمان بنالے تو پھر وہ تمام حقائق کو نظر انداز کرنے پر مجبور ہوتا ہے، سیاست کاری کو اہم دینی فریضہ بنانے کا انجام یہی ہوتا ہے، یہ ان تحریکیوں کے ساتھ خاص نہیں ہے جو بھی دینی طرز عمل بدل کر سیاسی طرزِ عمل اختیار کرے گا اس کے سامنے اسی طرح کھائیاں آئیں گی اور وہ اس میں بار بار گرے گا لیکن اسے بھی کمال سمجھے گا۔

میں نے مثال کے طور پر ان چند نوازل میں تحریکی موقف کو پیش کیا ہے جن سے امت اسلامیہ بری طرح متاثر ہوئی، قریہ قریہ بستی بستی روز مرہ تصرفات میں ان کا موقف اس طرح کا سیاست زدہ حزبیت زدہ ہوتا ہے اور ان کے نوجوان فرنٹ کا تو حال اور خراب تھا اور ہے۔

دراصل آج کے دور کی سیاست کاری نام ہے مکاری کا، کسی دینی جماعت کے لیے جو خدمتِ دین اپنی ہدف رکھتی ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ دین کی خدمت کے لیے سیاسی طرز عمل اپنائے، اگر ایسا ہوا تو کبھی اس سیاسی طرز عمل کو دینی طرز عمل نہیں بنایا جا سکتا بلکہ سیاست کاری میں الجھ کر آدمی اپنا دین و ایمان ضائع کر دے گا۔

سعودیہ کو مملکت کے سبب ہضم کرنا ان کے لیے مشکل تھا اور ہے اور ظاہر ہے انقلابی و سیاسی ذہن و دماغ جو نیم پختہ ہوں کبھی حقائق کے ادراک کی طاقت نہیں رکھتے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی سبب ہے کہ خمینی کے یہ رضا کار ۱۰ سال تک خمینی کی جے کار لگاتے رہے، شیخ ابن باز جو تمام عالم کے اہل سنت کے امام تھے اور صد فیصد وہ اپنے تقویٰ اور علم وتفقہ کی بنیاد پر اس کا حق رکھتے تھے اور جن کی ایک سطری تحریر بھی ہزاروں لاکھوں کے لیے ایمان وہدایت کا سامان بن جاتی تھی، اور جن کی تنہا شخصیت ایسی تھی کہ ان کی خدمات سارے تحریکیوں اور ساری حکومتوں پر بھاری ہیں، مگر ان تحریکیوں نے ہمیشہ ان کا مذاق اڑایا بوڑھے بھی اور جوان بھی حالاں کہ خود انھیں کے گھر کے آدمی یعنی یوسف قرضاوی کی شہادت ہے کہ جو شخص شیخ ابن باز سے محبت نہ کرے اُن سے عداوت کا مظاہرہ کرے یا ان کی بے وقعتی کرے اس کے ایمان میں کھوٹ ہے، اور جب ان کا انتقال ہوا تو وہ تحریکی اخبارات جو چبدیوں کو بھی شہ سرخیوں میں سجاتے ہیں اس امام عصر کے متعلق چند سطریں نہ لکھ سکے، اور جو لکھا اس میں اپنا کینہ بھر دیا، اگر کوئی تحریر اس عظیم عصر کے متعلق آئی بھی تو اس میں اہانت اور انقلاب کا پہلو ظالم خاموں نے نکال لیا۔

جب تحریکی گفتگو کرتے ہیں تو ان کی تحریروں اور تقریروں کے حوالے سے ان کی دو شکل بنتی ہے ایک تبختر انہ شکل دوسری شیخ چلی کی شکل، جب وہ انقلابیت کے رنگ میں بات کرتے ہیں تو تبختر ان کے لفظ لفظ سے عیاں ہوتا ہے، اور جب سیاست کی بات کرتے اور سیاسی ایکشن میں ہوتے ہیں تو شیخ چلی معلوم ہوتے ہیں، ایک دین پسند جب خدمت دین کے لیے سیاسی راہ کو اپناتا ہے تو اس کا منہ کڑوا ہو جاتا ہے اس کا ذہن سازشی ہو جاتا ہے، اس کا ہدف مفاد پرستی کا ہو جاتا ہے، اس کے خیالات سطحی اور تنگ ہو جاتے ہیں، شیخ محمد عبدہ نے بہت خوب فرمایا ''ما دخلت السیاسة فی شئی إلا افسدته''۔

ہم نے اتجاہ کی روشنی میں چھوٹے بڑے عالم جاہل شہری دیہاتی ہر طبقے کے تحریکیوں کو دیکھے ہیں اور انھیں ہر سطح پر اسی طرح پایا ہے جس طرح میں نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا، اور جن جن واقعات وتصرفات کو اتجاہ کی بنیاد پر دیکھا ہے اگر ان سب کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ثبوت کے طور پر پیش کروں تو بات بڑی لمبی ہو جائے گی۔

سیاست نہ کسی کو دشمن بناتی ہے نہ دوست، سیاست میں وقتی مفادات یہ طے کرتے ہیں کہ کون کب دشمن بن جائے گا اور کب دوست۔

اور الیکشنوں میں ان کے حصہ لینے کی کہانی ایسی ہے کہ آدمی بلا ساختہ اسے سن کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جائے، پانچویں دہے میں الیکشن میں جماعت جس کو ٹکٹ دیتی تھی اور وہ جس سیٹ پر کھڑا ہوتا تھا وہ خود ووٹ نہیں مانگ سکتا تھا کہ اسلام میں ووٹ مانگنا درست نہیں، تو ہوتا یہ تھا کہ امیدوار کے ساتھ پرچار کرنے والوں کی ایک جماعت ہوتی پرچارک جماعت پرچار کرتی اور بے چارہ امیدوار کسی دوشیزہ کی طرح شرماتا لجاتا پریشان حالت میں ساتھ ساتھ ہوتا، امیدوار تو ہوتا مگر بولنے کی اس پر پابندی ہوتی، عہدہ نہ مانگنے کے اصول پر، اس ڈرامے کی کیا ضرورت تھی یہ تو وہی لوگ جانیں، البتہ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر عہدہ نہ مانگنے کے اصول کی پابندی ہی ٹھیری تو خود امیدوار کو الیکشن میں کھڑا ہی کیوں کیا گیا اس سے الیکشن میں کھڑا ہونے کے لیے فارم کیوں بھروایا گیا، فارم پر دستخط کیوں کرایا گیا، الیکشن سیکورٹی کیوں جمع کی گئی، کیا یہ سب عہدہ مانگنے کا عمل نہیں ہوا صرف زبان سے کہنے ہی سے وضو ٹوٹ جاتا تھا کیا قلبی حالت عملی حالت اعمال انسانی میں بغیر الفاظ کے کالعدم قرار پاتے تھے، اسی لیے میں نے اوپر ذکر کیا تحریکی سیاسی الیکشن میں شیخ چلی اور سیاسی تحریر و تقریر میں ہمیشہ کاغذی شیر اور انقلابی بن کے رہے ہیں اور آخری عمل سیاست یہ بنا کہ ''آجا قاضی چھا جا قاضی'' اور پاسبان نے ''داتا دربار'' کی آشیرواد لے کر دنیا پرست سیاست بازوں کی طرح سیاسی دکانداری کا سارا انتظام کیا۔ اور قاضی جی نے تھک ہار کر الیکشن خاتون سے ایلا کر رکھا ہے۔

اس کے برعکس ہندوستان میں ووٹ دینا حرام تھا شرک تھا، فکر تو ملاحظہ ہو ایک مسلم ملک میں علمانیت اور راہ علمانیت کو لبادۂ اسلام پہنا دیا گیا اور اسے اسلامی انقلاب اور غلبہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا واحد ذریعہ قرار دیا گیا، مگر ہندوستان میں وہی علمانیت اور راہ علمانیت شرک قرار پائی اور اس میں کسی طرح کا اشتراک ممنوع قرار پایا، اور پھر ۷۷ء میں بھگوا رنگ کی صحبت کا ہندوستانی قائدین تحریک کی صحت فکر پر ایسا خوش گوار اثر ہوا کہ ان ''حکماء اسلام'' نے نیا ''پروٹوکول'' جاری کیا جس میں ووٹ دینے کو جائز قرار دیا گیا، اس فکر و دانش مندی کی اڑان کتنی اونچی رہی ہوگی کہ اس نے شرک اور حرام کو جائز قرار دے دیا، آیا شرک اور حرام کا حکم لگانا غلط تھا یا پھر یہ لوگ غلط ہو گئے، اس فیصلے سے ہزار میں ایک بھی متأثر نہ ہوا ہوگا مگر تو ہماتی اضطرار یا استصلاح کی اساس پر انھوں نے حرام کو حلال اور شرک کو جائز قرار دے دیا، اور تعجب ہے کہ ان کا توحید کیسا ہے کہ انھوں نے مجلس شوریٰ میں جب چاہا شرک کو توحید اور توحید کو شرک بنالیا، یا دوسرے لفظ میں جب چاہا شرک اور توحید اپنی مجلس میں ایجاد کرتے رہے، گویا ان کے یہاں شرک اور توحید بھی فائنل نہیں ہے انھیں اس میں اختیار ہے گھٹاتے بڑھاتے رہیں۔

اس سیاست کاری کے اثرات کہاں کہاں پہنچے انھیں جاننے کے لیے صحیح اسلامی فکر وفہم کی ضرورت ہے لیکن ظاہری عنوانات اور نعروں پر اگر جینے کو ٹھان لیا جائے تو پھر سب کچھ درست ہے فکر کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ سیاست کاری کی ذہنیت کردار اور طریقہ اور ہوتا ہے اور دعوت وتربیت کی ذہنیت اس کا کردار اور اس کا طریقہ اور ہوتا ہے، نری سیاست کاری یا سیاست عصر کبھی اخلاقی دینی دعوتی اور اصلاحی کام کے لئے سازگار نہیں ہوسکتی بلکہ اس سے فردی جماعتی بگاڑ اور فساد مرتب ہوسکتا ہے۔

اس دور کا سب سے بڑا المیہ اور ملت کا سب سے بڑا نقصان یہی ہے کہ تحریکیوں نے خدمت دین کے عنوان سے سیاست کاری کی اور زیبا عنوان کے تحت نری دکان داری اور دنیاداری کی سیاست کاری کی، جس کا نتیجہ ندامت اور حسرت کے سوا نہ ملا ہے نہ مل سکتا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات کے دباؤ کا وہ اس بری طرح شکار ہو گئے کہ انھوں نے اسلامی عنوان لگایا اور باطل سیاست کی گندگی میں اتر گئے، اور ساری علمی، اخلاقی اور دینی توانائیوں کو سبوتاژ کر دیا اور اعراض عن الجاہلین کے بجائے جاہلوں سے ٹکرا ٹکرا کر خود کو اور ملت کو لہولہان کر دیا اور ملت کے اوپر ایک بوجھ بن گئے مصیبت یہ ہے کہ عنوانات مصطلحات انھوں نے سارے اسلامی اختیار کئے لیکن افکار عصرانیت کا اپنایا اور تہذیبی شعور کو انھوں نے عین دین قرار دے لیا نتیجہ یہ ہوا کہ کتنے اس ظاہری عنوان اور اسلامی مصطلحات کو عین دین سمجھ بیٹھے، اللہ کرے ان عاشقانِ سیاست کو ہوش آئے اور یہ حقیقت پسندی کا مظاہرہ کریں اور امت کی تربیت اور انسانوں کو دعوتِ دین دینے میں لگ جائیں۔

دعوت وتربیت اگر موثر اور صحیح ڈھنگ سے ہو تو دل ودماغ بدل جائیں قومیں بدل جائیں، ملک اور جغرافیئے بدل جائیں، اور نہ بھی بدلیں تو انبیاء کی سنت ہی یہی رہی کہ آخری سانس تک دعوت وتربیت کا کام جاری رہا، حبیب کبریا رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو جواب دیا تھا کہ میں اپنے رب کے پیغام کی دعوت دیتا رہوں گا چاہے کامیابی ملے چاہے اس راہ میں جان فنا ہو جائے۔

دعوت کی متعین شکل نہیں ہے دعوت کے حوالے سے ایسا بھی وقت آتا ہے کہ ہجرت بھی کرنی پڑتی ہے، جہاد بھی کرنا پڑتا ہے، حکومت قائم کرنی پڑتی ہے، اور دعوت وتربیت کی راہ کے سارے کام مبارک درست اور کامیابی کے ہوتے ہیں، لیکن دعوت وتربیت کی راہ صبر برداشت، اخلاص، ہمدردی، غمگساری، انابت، تقویٰ شعاری، اطاعت گزاری، توکل اور خیر خواہی کی ہوتی ہے اور ہمہ وقت رضائے الٰہی کی کوشش ہوتی ہے، اس کے برعکس سیاست کی راہ ہوتی ہے جو راہ صواب کی گم گشتگی اور علو وفساد کا باعث ہوتی ہے جہود کو برباد کرنے امت کو کمزور وتباہ کرنے اور افراد کو بگاڑنے کا ذریعہ بنتی ہے، نفرت دشمنی اور بسا اوقات تشدد کا باعث بنتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کیا سیاست کو ملک اور سماج کے بدترین عناصر کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا جائے پھر کب سیاست بلا دسدھرے گی لیکن یہ کہنا بالکل خلاف واقعہ ہے، واقعہ تو یہ ہے کہ موجودہ سیاست کی اصلاح سیاست کاروں سے ہو ہی نہیں سکتی بلکہ بروقت فاسقانہ سیاست یا علمانی سیاست میں بھی انصاف پسندی اور اصلاح وسدھار اسی وقت آسکتی ہے جب دین پسند اس فاحشہ کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اس سے الگ ہو جائیں، اور بگڑے سیاست دانوں کا مدمقابل بننے کے بجائے سماج میں اپنی پکڑ بنائیں، اور سماج کے ہر طبقے میں فلاح کے کام کر کے اس طرح اثر انداز ہوں کہ سیاسی فساق یا سدھریں یا پھر پبلک ان کو مسترد کر دے، آج مسلم سماج میں ہزاروں پریشانیاں ہیں غربت، مرض، جہالت کی وجہ سے روح فرسا مشکلات ہیں لیکن یہی تحریکی جن کو دوسروں کے مقابلے میں تہذیبی شعور زیادہ حاصل ہے پون صدی، نصف صدی میں ان کی ساری کوشش فاحشہ سیاست کے عشق میں کمہلا کر رہ گئی، ان کے پاس مذکورہ تینوں عفریت سے ملت کو واگزار کرانے کا کوئی ادنیٰ درجے کا پروگرام نہ رہا، یہ صرف چیختے چلاتے رہے اور اگر کسی کو موقع لگا اور اسنے کوئی علمی پروگرام یا اقتصادی وثقافتی پروگرام دیا تو صرف نقالی اور قوم کو اس حوالے لوٹنے کھسوٹنے کا کام کیا، یا لیڈری چمکانے کا، اس کی مثالیں علی گڑھ، دہلی میں موجود ہیں اور چھوٹے بڑے ایسے لٹیرے جو تحریکیت کے زعم میں مبتلا ہیں ملت کا خود کو ٹھیکدار سمجھتے ہیں، ملک کے دیگر بڑے شہروں بھی میں اکا دکا ایسے لٹیرے مل جائیں گے، ظاہر ہے جب آپ کے پاس قوم کو دینے کے لیے کوئی ٹھوس چیز عملی طور پر ہے نہیں تو کیا قوم ہی بے وقوف ہے کہ کسی کو ووٹ دے گی نعروں کے سہارے انسان زیادہ دیر تک نہیں جی سکتا۔

دراصل تحریکیوں کو اپنی بنیادی فکر ڈھب اور ذہنی شاکلہ کی وجہ سے سیاست یا ہنگامہ آرائی اور حزبیاتی اچھل کود میں اتنا انہماک تھا کہ ان کی توجہ ان سے ہٹ ہی نہیں سکتی تھی، وہ فقط اس مخصوص دائرے ہی میں بھاگ دوڑ مچا سکتے تھے اس کے سوا کسی دوسرے میدان میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے کسی اور شئی کی توقع نہیں تھی۔

فی الواقع دعوت وتربیت کا مجال اتنا وسیع ہے کہ دعوتی مرکز ثقل کے گرد تمام قسم کے رفاہی وتعلیمی اور سماجی کام ہو سکتے ہیں اور اس سے دعوت کے کام میں بھرپور فعالیت آسکتی ہے، اور ثمرہ بھی ہر میدان کار میں نمایاں مل سکتا ہے، حتی کہ سیاست بھی اس مرکز ثقل کے گرد گھوم سکتی ہے، اور موجودہ سیاست کو اس کے ذریعہ لباس حیا مروت اور انصاف پہنایا جا سکتا ہے گو وہ اپنے مغربی شکل میں رہے، اور دعوت وتبلیغ میں اس کا بھی امکان ہے کہ کافر سیاست کلمہ حق پڑھ لے اور اسلام کا لبادہ پہن کر تحریکیوں کی آرزو خاص طور پر پوری کر دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت

تحریکی فکر ونظر انقلاب، طریقۂ کار سیاست اور حکومت ھدف ٹھہرا، تحریکیوں کے نزدیک یہی وقت کا تقاضا تھا اور یہی کامیابی کا طریقۂ کار اور یہی منزل ومقصد اولین، قیام حکومت ان کے نزدیک اتنی اولین اہمیت کا حامل ہے کہ ان کے نزدیک تمام انبیاء کی بعثت اسی لیے ہوئی تھی کہ وہ ظالموں کی حکومتوں کو اکھاڑ پھینکیں اور ان کی جگہ اسلامی حکومت قائم کریں، قائد تحریک نے تفہیم القرآن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور مشن کا مقصد حکومت وقت کو ختم کر کے اللہ کی حکومت قائم کرنا قرار دیا، قیام حکومت میں انھیں اتنا غلو تھا کہ الہ، رب، عبادت، طاعت ہر ایک سے انھوں نے حکومت الٰہیہ (۱) کے قیام کے معنی کشید کیے ہیں، خلافت سے اس کے معنی کشید کے گئے ہیں اور تمام فساق فجار، قاتل، زانی، شرابی، سب کو اچھے برے تمام انسانوں کو اللہ کا نائب اور خلیفہ بنا دیا گیا ہے تا کہ اس دنیا میں لوگ اس کی حکومت قائم کریں۔

---

(۱) حکومت الٰہیہ کی پُر فریب تعبیر وتشریح اور توجیہ کا جب مذاق اڑنے لگا تو اسے مولانا اختر احسن اصلاحی استاذ مدرسہ اصلاح سرائے میر کے مشورہ پر "اقامت دین" سے بدل دیا گیا لیکن یہ محض لفظی جامہ ولفظی خلعت بدلنے کی بات تھی۔ حکومت کا قیام ابھی تحریکی اتجاہ کے نزدیک اصل الاصول ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال یہ ہے کہ ہر مسلمان کا مقصد اولین اگر اسلامی حکومت کا قیام ٹھہرا تو کیا اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو وہ اپنے مقصد اولین میں ناکام مانے جائیں گے، اور کیا اکثر انبیاء ناکام ثابت ہوئے، اگر حکومت کا قیام اولین فرض اور وجوب کے درجے میں ہے اور اس کے بغیر وحدانیت کا تحقق ہو ہی نہ سکے گا تو کیا سارے مسلمان اور سارے انبیاء خطا کار بلکہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ٹھہریں گے؟

اگر اسلام کا مقصد اولین اور اہمیت کبری یہ مان لیا جائے کہ حکومت الٰہیہ کا قیام اور طاغوتی حکومتوں کو اکھاڑ پھینکنا ہے تو سوال یہ ہے کہ اس نظریئے کو تسلیم کرنے کے بعد لوگوں کا دل و دماغ کس سانچے میں ڈھلے گا اور اُن کا طرز عمل کیا بنے گا، اگلی دو فصلوں میں بغاوت اور سیاست سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حکومت کے قیام کو ہدف اولین قرار دینے سے ذہن بغاوت کا اور طریقۂ کار سیاست کا بنتا ہے اور دونوں راہوں کی منزل انجام بد ہے۔

حکومتِ اسلامی کا قیام بے شک مطلوب ہے اور عبدیت کے تحقق میں شریعت اسلامی کا نفاذ بھی شامل ہے، لیکن تحریکیوں کے قیام حکومت کے فہم کو صحیح نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ ان کے اس طریقۂ کار کو جس کو انھوں نے قیام حکومت کے سلسلے میں اپنایا ہے۔

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ جن نصوص کو حکومت اسلامیہ یا حکومت الٰہیہ کے قیام کی دلیل بنائی جاتی ہے دراصل ان کا تعلق ربوبیت سے ہے یعنی اللہ کی حاکمیت، اللہ کی حکومت پوری کائنات بلکہ کائنات کے ہر ذرے پر قائم ہے، اس کا اختیار، اس کی حکومت، ہر شئی پر ہے سب کو دیکھنے سننے جاننے والا وہی ہے، ساری مخلوقات کی ضرورتوں کو پوری کرنے والا وہی ہے، خلق وامر کا مالک وہی ہے، کسی ذرے کو بھی اس کے حکم سے سرتابی کی گنجائش نہیں ہے، موت وحیات کا مالک وہی ہے، رزق کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں، اور وہ جس کو جس حال میں چاہے رکھے اس کا اسے مکمل اختیار ہے، جزا سزا کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی مالک ہے، لوگوں کے سارے اعمال کا حساب اس کے پاس رہتا ہے، وہی لوگوں کے درمیان قیامت کے روز آخری فیصلہ کرے گا اور پھر اس کے بعد لوگوں کو یا جنت ملے گی یا جہنم میں جانا ہوگا۔

اللہ کی اس مالکیت، حاکمیت اور ربوبیت کے نتیجے میں تمام کائنات کی ذی ارادہ مخلوق کے اوپر یہ لازم ٹھہرا کہ وہ عبد بن جائیں اور اللہ کو اکیلا معبود جانیں، عبدیت کا تحقق انفرادی زندگی میں شروع ہوتا ہے اور گھر سماج، معیشت، معاشرت، ملک وسیاست تک پھیلتا چلا جاتا ہے، اور اس عبدیت کے تحقق میں رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہوتا ہے، سب سے اول اول ہر انسان کی شخصی ذمہ داری ہے کہ اس کے اندر اپنے عبد ہونے کا مکمل اور صحیح شعور بیدار ہو اور اپنی عبدیت کے تحقق کی بھرپور کوشش کرے، عبدیت کے شعور اور ادراک کے لیے اللہ نے آفاق وانفس میں دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں، خود ہر فرد کے اندر امتیاز حق وباطل کی صلاحیت رکھی اور پھر ہدایت کے لیے اس کی تعلیمات موجود ہیں، اگر شعور عبدیت نہ جاگے تو پھر امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور دعوت کے ذریعہ ایسی کوشش ہو کہ کسی بھی علاقے اور سماج کی اندر شعور عبدیت اتنا پختہ ہو جائے تا کہ وہ نفاذ شریعت وقیام حکومت کا اہل بن جائے اور کاروبار حکومت کو صحیح اسلامی خطوط پر چلا سکے، اور قوم کا ذہن تیار ہو جائے کہ شرح صدر کے ساتھ اسلامی قوانین کو قبول کرے، یا کم از کم ایسا قیادی گروپ تیار ہو جائے جو علم عقیدہ، فہم، بصیرت، عمل واقدام میں پختہ ہو اور لوگوں کی قیادت کر سکتا ہو اور اس کے اندر نفاذ شریعت کی صلاحیت ہو، اور سماجی اقتصادی، علمی اور سیاسی میدان میں اسلامی تقاضوں کو پورا کر سکتا ہو، لیکن اس کے برعکس اگر ایسے افراد ایسی جماعت ہو جو نفاذ شریعت یا حکومت الٰہیہ کے قیام کا جذبہ یا مشن رکھتی ہو لیکن لوگوں کے اندر انفرادی سطح سے لے کر حکومت وسیاست کی سطح تک شعور عبدیت پیدا نہیں کر سکی ہے اور تحقق عبدیت کا احساس ان کے اندر فردی سطح سے لے کر حکومت وسیاست کی سطح تک نہیں ہو سکا ہے، نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیبی تقاضوں کو پورا کرنے کا اس نے جتن کیا ہے، نہ ہی حکومت الٰہیہ کے قیام کی شرعی ضرورت، اور جوب کو انھوں نے عملی روپ دیا ہے تو ایسا جذبہ صرف خواب ہے، اگر ان تمام تعبدی وتہذیبی تقاضوں کو اس حد تک بھی نہ پورا کیا جا سکے کہ قیام حکومت کے بعد اسلامی حکومت ٹک سکے تو اسلامی حکومت کیسے قائم رہ سکتی ہے، تحریکیوں کا جو موجودہ ذہن ودماغ ہے اور جو فہم وسیرت ہے اگر کسی ملک کی باگ ڈور بلا محنت انھیں سونپ دی جائے تو وہ اسے ایک دن بھی نہیں چلا سکیں گے، یا تو وہ آہستہ آہستہ سیکولر بن جائیں گے اور تقریباً یہ طے شدہ امر ہے کہ وہ سیکولر بنیں گے یا پھر برہان الدین، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کی راہ پر چل کر خود ملت کے گلے پر چھری رکھ دیں گے، ہڑبونگی احتجاجی اور انقلابی، روڈ پر شاہراہوں پر چلا سکتے ہیں حکومت نہیں چلا سکتے۔

حکمراں خواہ کتنا ظالم ہو اگر اس سے ٹکراؤ کے نتیجے میں قتل عام ہو مسلمانوں کا خون بہے ایسی صورت میں اس کے خلاف بغاوت درست نہیں بلکہ پرامن ذرائع اختیار کر کے حالت کو سدھارنے کی کوشش شرعی ذمہ داری ہے، اس شرعی ذمہ داری کو پہلے نبھانے کے بجائے اگر خواب وخیال میں بلا اسباب مہیا ہوئے وہما نفاذِ شریعت کی بات ہو تو ذمہ داری سے فرار اختیار کرنا ہے اور فہم وبصیرت سے دشمنی کرنی ہے، اگر ظالم اور فاسق حکمراں جو کفر کا نظام بھی چلا رہا ہے لیکن اس سے بھی بغاوت کے نتیجے میں قتل عام کا خطرہ متحقق ہے تو شرعاً یہاں صبر کرنا ہے، اور پرامن ذرائع خاص کر دعوت و اصلاح کے ذریعے حالات کو سدھارنے کی شرعی ذمہ داری ہے۔

اور نظام کفر بدل بھی جائے مگر رائے عامہ اسلامی نظام کے لیے ہموار نہ ہو لوگ فسق اور عصیاں میں ڈوبے ہوں، خواہشات کے بے لگام گھوڑے پر سوار ہوں، اسلامی شریعت کی ذمہ داریوں کو نبھانے اور اسلامی قوانین کو ماننے اور اس کی پابندی کرنے کو تیار نہ ہوں تو کیا ایسے مسلم معاشرے پر اسلامی شریعت کا نفاذ کیا جا سکتا ہے، مثلاً جس طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا آج کا مسلم معاشرہ ہے، ظاہر ہے اگر بنیاد نہ ہو تو دیوار اور چھت کا تیار ہونا اور ٹکنا محال ہے، اگر ایسے سماج پر اوپر سے شریعت کو مسلط کر دیا جائے تو کب تک وہ یہ بار اٹھائے گا، یقیناً وہ باغی بن جائے گا اور کبھی ایسے ملک میں امن اور خوش حالی نہیں آسکتی، نتیجۃً پھر اسی اصلاح و دعوت کی ضرورت۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت کے قیام کو مقصد اولین قرار دینا اور تمام اعمال وعبادات کو حکومت کے لیے ریہرسل اور ذریعہ بتلانا انتہائی درجہ کی غلطی ہے، اور تحریکیت کی زد پر آئے لوگ اسے بار بار دہراتے ہیں کہ نماز، روزے سے کیا حاصل اگر نظام اسلام نہ لایا گیا، اور خاص کر دینی شعور میں ناپختہ تحریکی نوجوان تو اس قدر بگڑے ہوئے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کو سیاست وفلسفہ سمجھنے لگے ہیں کہ بس فکری عیاشی کرو اور نظامِ اسلام لانے کا خواب دیکھتے رہو عمل کی ضرورت نہیں ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ کل دین پر عمل مطلوب ہے اور فرد سماج ایوان حکومت، ایوان تجارت سبھی کو اسلامی ہونا چاہئے، لیکن کیا سیاست کاری سے ایسا ہو جائے گا اور کیا اگر ایسا نہ ہو سکے تو تمام مسلمان نافرمان اور گمراہ ثابت ہوں گے، جواب یقیناً نفی میں ہوگا، سیاست کاری سے کبھی بھی نظامِ اسلام نہیں آسکتا ہے اور اگر بفرض محال آجائے تو پائدار اور کامیاب نہیں ہوسکتا، اس کا واحد طریقہ ہے دعوت واصلاح، اور اگر نظام اسلام نہ آسکے تو بھی اصلاح و دعوت میں لگا رہنا اور حسب استطاعت اصلاح و دعوت کے فطری راستے سے نظام اسلام لانے کی کوشش عین نظام اسلام ہے۔

صورتِ حال یہ ہے کہ دین پر عمل پیرائی یا تحقق عبدیت کے مختلف پیمانے درجے اور مراحل ہیں، اور ہر درجہ اور مرحلہ فطری ہے اور اس کا مقصد رضائے الٰہی ہے، ایک مسلمان حسب استطاعت کسی بھی پیمانے پر رضائے الٰہی حاصل کرسکتا ہے اگر وہ نظام کفر کے تحت رہ رہا ہے اُسے وہاں سے نکلنے اور ہٹانے کی طاقت نہیں، وہ سماجی، معاشیاتی، سیاسی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمی وغیرہ وغیرہ امور میں نہ دخل دے سکتا ہے نہ اس اجتماعی عمل میں اس کے پاس اس کی صلاحیت ہے تو جس قدر اس کو دین کے مطابق عمل کرنے کا اختیار ہے اور جس دائرہ کار میں وہ دین پر عمل کر سکتا ہے مثلاً انفرادی زندگی میں اس کا عقیدہ صحیح ہو، اس کی عبادتیں صحیح ہوں، اور فردی فرائض وواجبات بخوبی انجام دے سکتا ہے اور دے لیتا ہے اس دائرے میں وہ اپنی عبدیت کا تحقق کرتا ہے اور اخلاص کے ساتھ دین پر عمل کرتا ہے، دین سے محبت کرتا ہے اور دیگر نظام وادیان کو باطل سمجھتا ہے تو ان شاء اللہ اسے اللہ کی رضا ضرور مل جائے گی، لیکن ایک انسان اسلامی معاشیات، اسلامی سیاست، اسلامی تعلیمات، اسلامی سماج کی گردان کرتا رہتا ہے اور انھیں گردانوں میں اس کی رات اس کا دن کٹتا رہتا ہے مگر فردی وشخصی فرائض وواجبات کو وہ ادا نہیں کرتا اس کا عقیدہ درست نہیں، اس کے اخلاق درست نہیں، وہ حلال وحرام کا امتیاز اٹھا چکا ہے پھر بھی شعوری اسلام کی شیخی کا شکار ہے تو ایسا انسان احمق بھی ہے اور اوہام وخواب کی دنیا کا باشندہ ہے اور جادۂ ہدایت سے ہٹا ہوا ہے، جس دائرہ کار میں نفاذ اسلام اور نفاذ شریعت کی بات کرتا ہے ایسے دین کے دعوی دار کو کیا کہا جائے ہلکی سے ہلکی بات اگر اس کے متعلق کہی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ ایسا شخص تضاد کا شکار ہے یا خوابوں کی دنیا کا باشندہ ہے۔

عصرانی وتحریکی یا عصرانیت اور تحریکیت اس تضاد کا پون صدی سے شکار ہے اور شعوری اسلام کی شیخی میں مبتلا ہے، اس کا انجام بد کیا ہوا اس پر یاروں نے غور نہیں کیا، اس تضاد کی بلا سے مسلمانوں کا دینی، اخلاقی، سیاسی، مادی اور افرادی نقصان اتنا زیادہ ہوا اتنا زیادہ ہوا کہ مسلم سماج کی چولیں ہل گئیں، نسل کی نسل جس کا تحریکیت سے لگاؤ ہو گیا نظریہ وفلسفہ کے چکر میں پڑ کر خواب میں مدہوش ہو گئی اور تحریکیت کی نقالی میں دوسرے اتجاہ کے لوگ بھی خاص کر نوجوان انھیں کی راہ پر چل کر دین کا صحیح شعور اور جذبہ کھو بیٹھے۔

اور اس تحریکی فکر یعنی انقلاب سیاست اور حکومت کے نتیجے میں انتہا پسندی، شذوذ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسندی اور تشدد پسندی نے جنم لیا اور اس فکر کے نتائج کا تضاد دیکھئے ایک طرف حکومت اسلامیہ کے قیام کی طلب ہے یا اس میں ناکامی کے نتیجے میں انتہا پسندی، تشدد پسندی نے جنم لیا دوسری طرف انھیں اپنی بغاوت سیاست اور حکومت کے فلسفے کے نتیجے میں اسلامی بیداری نظر آرہی ہے، پتہ نہیں کس نظر سے انھیں اسلامی لہر نظر آرہی ہے ہر محاذ پر مسلمان شکست کھارہے ہیں، جس مسلم ملک کو قزاق کفار چاہتے ہیں روند ڈالتے ہیں روز بروز سارے مسلم ممالک کے گرد امریکی لٹیروں کا استبدادی واستحصالی گھیرا تنگ ہوتا جارہا ہے پورا خلیج اور عالم عرب خاص کر امریکہ کی مکمل بندش میں آچلا ہے مسلمانوں کی اخلاقی، دینی، اقتصادی اور تعلیمی حالت روز بروز ابتر ہورہی ہے۔

تمدن عصر کے مطابق اگر ریڈیو، ٹیلیویژن پر اسلام کا نام آجاتا ہے، عصری سہولیات اور پسند کے مطابق اگر شان دار کاغذ اور ٹائٹیل کے ساتھ کتابیں چھپ جاتی ہیں، اداروں کے لیے چمکیلے فرنیچر میسر ہیں اور شاندار بلڈنگیں تعمیر ہوجاتی ہیں، جلسوں میں تعداد احتجاجات میں بھیڑ نظر آجاتی ہے، کیسٹوں کی تقسیم، کتابوں کی توزیع ہوجاتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلامی بیداری آگئی، یہ اسلامی بیداری نہیں ہے یہ تو تمدنی جلوے ہیں اسلامی جلوے نہیں تمدنی سہولیات کے سبب مسلمانوں سے زیادہ ہندومت، بدھ مت اور عیسائیت کے جلوے ہیں، اسلامی بیداری ان تمدنی جلوؤں سے نہیں آتی یہ غلط ہے کہ تمدنی جلوؤں کو اور عصری میڈیا اور اسباب طباعت کو اسلامی بیداری بتا کر جھوٹ کا کریڈٹ لیا جائے اور مسلمانوں کو بے وقوف بنایا جائے، اسلامی بیداری کا پتہ لگانا ہے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ دین سے لوگوں کی دلی وابستگی کتنی بڑھی، لوگ دین کے متعلق کتنا سنجیدہ ہوئے صحیح دین کو لوگوں نے کتنا پہچانا، ان کے اندر دین سے کتنی محبت بڑھی کتنا اخلاص بڑھا، کتنا دین پر سچائی سے منظم ڈھنگ سے مستقلا عامل ہوئے، کتنے لوگوں کے اندر ایمان داری آئی ایک دوسرے کے لیے ہمارے اندر کتنا اخوت کا ہمدردی کا جذبہ بڑھا، فرد، گھر، سماج میں کس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر لوگ دین کے مطابق ڈھلے، صحیح دین کتنا سمجھا اور پھیلایا جاتا ہے، حلال حرام کی کتنی تمیز بڑھی، کتنا لوگوں کا اخلاق درست ہوا، شاید اسلامی لہر اور اسلامی بیداری کے حوالے سے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہوگا، بلکہ درست جواب یہ ہوگا لوگوں کے اندر صحیح دین سے غفلت اور بڑھی، مال کی محبت میں اور اضافہ ہوا، نفاق بڑھا خود غرضی بڑھی، بے ایمانی بڑھی، ذمہ داریوں سے فرار بڑھا، حقوق کو ہڑپنے میں لوگ طاق ہوئے، دنیا کو ترجیح اور زیادہ دی جانے لگی، صحیح دین کے بجائے خود ساختہ اصولوں فلسفوں، نظریوں اور کہانیوں میں انہماک اور بڑھا، کہاں کی اسلامی بیداری اور کیسی اسلامی لہر، افغانستان جلا، عراق جلا، فلسطین میں تباہی مچی، قطر و بحرین اور کویت امریکی کالونی بنے پھر بھی اسلامی بیداری، دہشت گردی کی زد پر ہر مسلمان کے آنے کے بعد اب بھی اسلامی لہر کا نعرہ؟ نعرہ لگانے والے اس دھرتی کی مخلوق ہیں یا کسی دوسرے سیارے کی۔

اسلامی بیداری اور اسلامی لہر کا اگر تصور ہوسکتا ہے تو تجدید اصلاح و دعوت اور ''لاتزال طائفة من امتی'' کے پس منظر میں، سیاسی نعروں اور جھوٹی کہانیوں کے پس منظر میں بھیڑ کو اسلامی بیداری کا نام دینا اسلام کے ساتھ زیادتی ہے۔

اور رہی بات انتہا پسندی اور تشدد، تو ہمارا ماننا یہی ہے کہ تحریکی و عصرانی فکر و فلسفے بغاوت سیاست اور حکومت نے انتہا پسندی اور تشدد کا بیج مسلمانوں کے اندر بویا، اعداء اسلام، طواغیت بے شک لائق مذمت ہیں لیکن خدمت اسلام کا دعویٰ کرنے والے کسی فرد اور جماعت کے لیے کسی حال میں یہ جائز نہیں کہ اسلام نے جو حقوق تسلیم کیے ہیں ناجائز طور پر ناحق انھیں پامال کیا جائے اور سفاکیت کی راہ اپنائی جائے، قابل غور ہے جب نوجوانوں کو یہ تربیت ملے کہ قیام حکومت اسلام کا اولین مقصود ہے تو ظاہر ہے اس کا حصول ان کی ترجیحات میں ہوگا۔ اور اگر وہ اس مقصود کو حاصل نہ کرسکیں ان کی راہ سعی و عمل میں رکاوٹیں پیدا ہوں تو جو اس راہ میں رکاوٹ بنے گا وہ اس کو دور کرنا چاہیں گے اور آنکھ بند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے نتائج کی پرواہ کئے بغیر، جائز و ناجائز سے قطع نظر ان کی یہی کوشش ہوگی کہ رکاوٹ دور کریں اور دور نہ ہوگی تو نفرت، دشمنی، تشدد لازمی ہے، بے زاری، بغاوت لازمی ہے اور ہوا یہی مصر میں جماعۃ التکفیر و الھجرۃ اسی تحریکی فکر کی پیداوار ہے اور بعد میں بے شمار جگہوں پر حکومتوں سے ٹکراؤ، قتل، خوں ریزی، خود کش دستوں کے حملے، لڑائی، جھگڑے، جہاد کے نام پر درجنوں جہادی مورچے اور آپس میں رسا کشی یہ سب اسی فکری خلل، فلسفوں اور نظریوں کا اثر ہے۔

اعداء اسلام کی عداوت اور خاص کر سرمایہ دار مغرب کی دشمنی اور خاص الخاص طور امریکہ کی قزاقی اور حرص و لالچ، مسلمانوں کی اور عالم اسلام کی تباہی کا سبب بنا جا رہا ہے، مسلم زعماء و حکمرانوں کو اپنی عوام کے عزائم اور احساسات سے بے خبری اور اُن سے دوری اور اعداء اسلام کی ہر مسلم معاملے میں مداخلت کی وجہ سے مسلم عوام اور خاص کر دین پسند علماء و عوام کے اندر غصے نفرت کا ایک لاوا پک رہا ہے، لیکن ان کی اسلام دشمنی، دین پسندوں کے لیے شرعاً ناجائز کاموں کو جواز فراہم نہیں کر سکتی۔

کاش پون صدی کا تجربہ کرنے کے بعد تحریکی اپنی سیاست بازی اور انقلابیت چھوڑ دیں اپنے ذہن و قلب کو درست کریں، شرک و بدعت، تقلید اور رسم و رواج کے عفریت کو مسلم سماج سے ختم کرنے کی کوشش کریں، اور اپنا رشتہ حقیقی دین سے جوڑیں، فلسفوں اور نظریات کو تباہی کا ذریعہ سمجھیں، اگر ایسا ہو جائے تو ان شاء اللہ اللہ کی مدد و نصرت ملے گی۔

ہم یہ خواہش کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ان کی اصلاح کے لئے دعا بھی کر سکتے ہیں لیکن اب نظر یہ آ رہا ہے کہ تحریکی اتجاہ نے اب نیا موڑ لے لیا ہے۔ اب وہ سارے دعاوی بھول کر علمانیت اور مادیت کی طرف پوری طرح رخ کر چکا ہے۔ اب اس کے اوپر الیکشن لڑنے عملی سیاست کی گندھ میں کودنے کا خبط سوار ہے، اب یہ اخباری فقہاء انتظار کرتے کرتے تھک گئے، نظریاتی سیاست کا چسکا انھیں عملی میدانِ سیاست میں کھینچ کر لے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہا ہے۔ سارے تحریکی سقراط و بقراط کا مشغلہ خبیث سیاست میں ''تدبر'' کرنے کا ہے ''تدبر قرآن'' اور ''تفہیم قرآن'' کے خشک نظریاتی عمل سے نکل کر یہ ایوانِ سیاست میں پہونچنے کے لیے بے تاب ہیں۔

اس وقت ان اخباری فقہاء کا سب سے دل چسپ عملی محاذ ہے مادی منفعت کا فائنس کا حصول، سرمایہ کاری کی تڑپ، پروجکٹوں کی تیاری، منفعتوں اور مصلحتوں کے قلعوں کی تعمیر۔

یہ ٹرن انھیں کہاں لے جائے گی واضح ہے۔ اللہ شر سے سب کو بچائے، تسوس شیطانی سے مسلمانوں کی حفاظت کرے اور وساوسِ شیطانی سے دور رکھے۔ آمین

FOR FREE AUTHENTIC
ISLAMIC SMS
Write SMS:
ON QLRF-HYD
Send To:
09870807070

www.qlrf.net
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

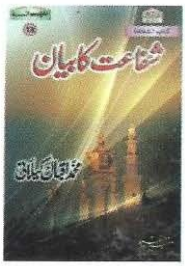

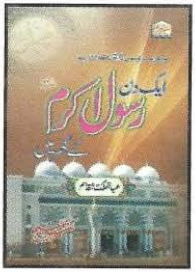

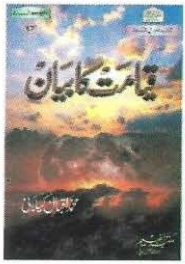

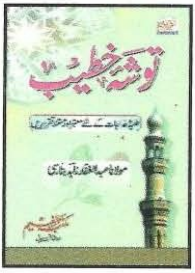

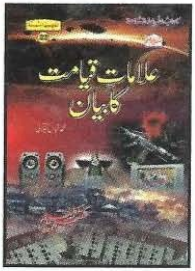

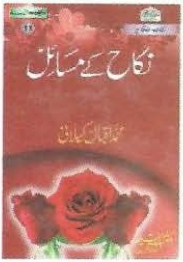

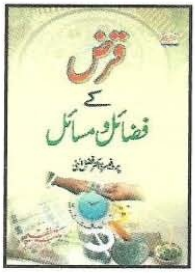

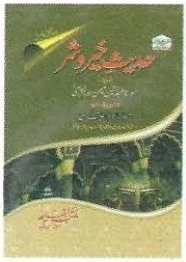

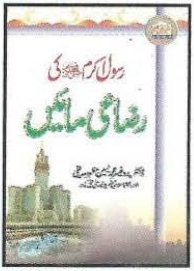

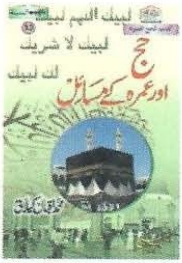

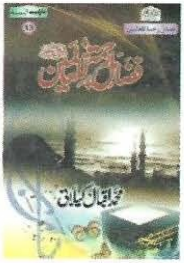

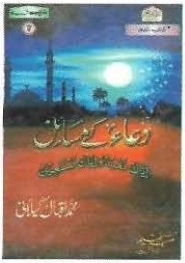

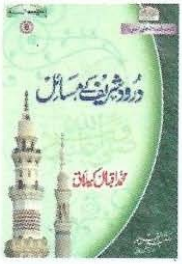

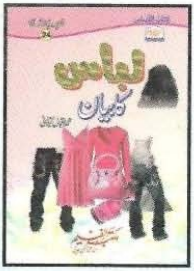

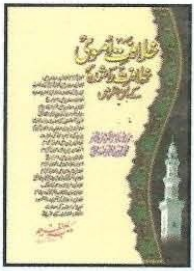

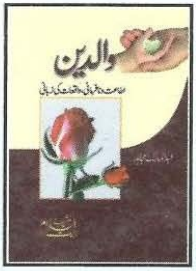

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : faheembooks@gmail.com
Website : www.faheembooks.com

₹ 35/-

PRINT ART Delhi- Ph. 23634222